اللہ اکبر

شعر

شہسوارا پردہ ام از صدق بخاک شہدا

تا دل و دیدہ خونبابہ فشانم دادند

کائنات

جسکو خاکسار سجاد حسین کسمنڈوی مصنف نشتر نے

مرتب اور تالیف کیا

اور

ربیع الاول سنہ ۱۳۱۸ھ مطابق جولائی سنہ ۱۹۰۰ء

باہتمام محمد نذیر حسین

مطبع آفتاب ہند محلہ کچھرگھاٹ آگرہ

نوٹ منجانب مطبع

بعض وجوہ سے کتابت مین اکثر غلطیان رہگئی ہین جسکا مطبع

کو افسوس ہے اسی غرض سے آخر مین غلطنامہ لگا دیا گیا ہے۔ گو

غلطنامہ پر عذر بدتر از گناہ ہے " مگر ناظرین مہربانی فرما کر اوسکو

ضرور ملاحظہ فرمادین۔

مہتمم مطبع

اللہ اکبر

شعر

شمعها بردہ ام از صدق بخاک شہدا
تا دل و دیدۂ خوننابہ فشانم داد ند

کائنات

جسکو خاکسار سجاد حسین کسمنڈوی مصنف نشتر نے مرتب اور تالیف کیا

اور

ذیقعدہ سنہ ۱۳۱۷ھ مطابق مارچ سنہ ۱۹۰۰ع

باہتمام محمد نذیر حسین

مطبع آفتاب ہند محلہ کچھرگھاٹ آگرہ

طبع اوّل ۱۲۰۰ جلد

شعر

به‌خیال چشم که می‌زند قدح جنون دل تنگ ما
که هزار میکده می دود برکاب گردش رنگ ما

عموماً دعوتون مین پلاؤ تکلف کی چیز خیال کیجاتی ہے۔ چنانچہ تمام ہندوستان مین اسکا رواج ہے دوسرے ممالک اسلامی مین بہی جہانتک مجھے معلوم ہے ایسے موقعون پر پلاؤ ضرور ہوتا ہے۔

مجھے اپنے فاتحہ کی دعوت کرنی تھی رسم کے اعتبار پر پلاؤ بھی چاہیئے مگر میری بینوائی اتنے مصارف کی متحمل نہو سکی چونکہ پلاؤ کی بہت قسمین ہین اون مین سے یہ خیالی پلاؤ اپنے خیالی دوستون کی ضیافت کے واسطے پیش کرتا ہون۔ آب نمک کی کمی و زیادتی پکانے والے کے اناڑی پن پر محمول کرنا چاہیئے نہ معاذاللہ بیدلی او عدم توجہی پر۔ یعنی یہ ناچیز خیالی مضمون میری خام خیالی کا ثبوت ہے مگر جوش سودا ہی سے قابو کا نہ تھا۔ کچھہ انجرات دماغ مین اوٹھے جس سے کاغذ کو سیاہ کرنے پر مجبور ہونا پڑا۔ اس مین ساری بے ٹھکانے باتین بھری ہین۔ مطالب اور تسلسل نام کو نہین زبان کے اعتبار سے اور بھی چوپٹ پائے گا ابتدا ہی سے وہ بے نمکی ہے کہ اوبکائیان آتی ہین۔ مین نے تو کسی دیس کی یہ بولی نہین سنی۔ غرض مطالب و معانی کا وہ حال تو خوش بیانی کی یہ کیفیت "دراونٹ رے اونٹ تیری کونسی کل سیدہی"

اِسلئے ناظرین سے التجا ہے کہ سب سے بچا کھچا بیکار وقت جو کسی بدتر شغل مین کام نہ آسکتا ہو۔ اِسکے ملاحظہ مین صرف فرمائین تاکہ دیکھنے کے بعد تنغص پیدا ہو تو مین صرف اسی عذر پر معاف کردیا جاؤن کہ مین نے تو پہلے ہی آگاہ کردیا تھا۔ فقط

خاکسار سجاد حسین ملازم سرکار نظام خلد اللہ ملکہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نذر

شعر

بضاعت نیاوردم الّا امید
خدایا ز عفوم مکن نا امید

ہرچند لازمی نہین ہے۔ مگر اسوقت کے اخلاق اور طرز معاشرت کے اعتبار سے مجھے یہ کتاب۔ کسی امیر۔ نواب۔ حاکم۔ یا ذی وجاہت شخص کے نام سے معنون کرنی چاہیئے تھی۔ مگر خیال ہوا ایسی حقیر تصنیف کو اپنے نام نامی کے ساتھ منسوب ہونے سے اہل زمانہ عار کرینگے۔ اسلئے اوس ذرہ نواز سرکار پر نظر گئی جہان ایسی بے بساط چیزین اکثر قبول ہوجایا کرتی ہین۔ پس بہ توسط حضور اقدس جناب سرور کائنات حضرت ختمی مآب سیدنا و نبینا مولانا ابو القاسم محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سرکار احدیت مین بطور نذر پیش کرتا ہون قبول ہوجائے تو میرا بیڑا پار ہے ؎ در کار عنایت است باقی بہانہ ؎

شعر

قطرۂ آب رحمت تو بس است
شستن نامہ سیاہ مرا

عبدہٗ عاصی سجّاد حسین غفرلہٗ
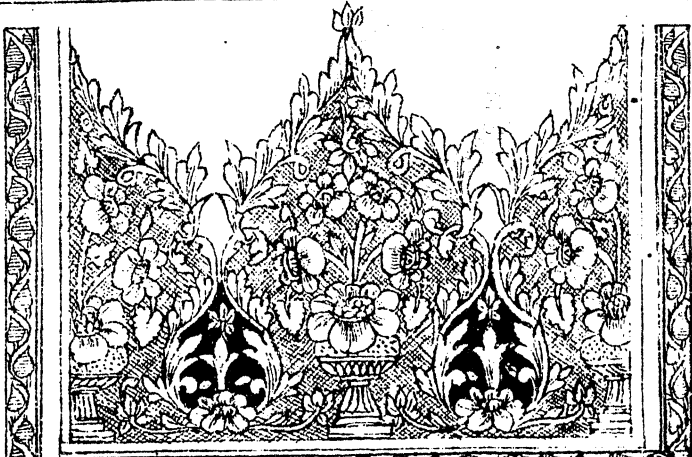
بسم اللہ الرحمن الرحیم

نمود ازل

شعر

نہ تھا جب کچھ خدا تھا جب نہوتا کچھ خدا ہوتا
ڈبویا مجھکو ہونے نے نہوتا مین توکیا ہوتا

خدا کی پناہ کس بلا کا سناٹا چھایا ہے۔ کس قیامت کی افسردگی پھیلی ہے۔ غبار۔ دخان۔ نور۔ ظلمت۔ خلا ملا۔ کیف و کم۔ کچھہ بھی نہین ہے۔ آخر ہے تو کیا ہے کس سے پوچھین کدہر ڈھونڈھین تاریکی نے اور بھی راہ ماری ہے۔ کچھہ سوجھتا ہی نہین اور سوجھے کیا خاک "ہو بھی تو کچھہ" اگر نہین ہے تو یہی کھلجائے کہ پھر وہ نہین کیا چیز ہے۔ سوال کا سلیقہ بھی جسے نہو اس سے کیا شکایت۔

بات بھی وہ پوچھی جو اپنی عقل سے زیادہ موٹی ہے۔ غبی آدمی کو اوسیکے ادراک بھر سمجھانا چاہیئے۔ اسلئے بتائے دیتے ہین کہ میٹھا اور تلخ، شور اور ترش جو ماہیت انکی تم قرار دو ہماری طرف سے وہی جواب قبول کرو۔ ورنہ اس عالم ہو کے حدود سے ذرا ہٹ کے ٹھہرو۔ پھر سمجھنے کی کوشش کر لینا۔ ابھی تو جلوہ حسن ازل مین دیر ہے جب تک حیرت کے یہان مہمان ہو جاؤ وہ مقدور بھر تواضع مین کمی نہ کرے گی۔ ۵

خیالت میکند شوخی کدام اظہار کو ہستی	ہنوز این نقشہا در خانۂ نقاش جا دارد
شرر در سنگ می رقصد می اندر تاک می جوشد	تحیر رشتہ ساز است خاموشی صدا دارد

مگر یاد رہے۔ ہویت مطلق کے اسرار سربستہ ذوق سلیم کے حوالے کرنا بہتر ہے۔ اور ان حجابات بے مسمی کے ادراک پر پردا ہی پڑا رہنا مناسب۔ مدعیان معارف وحقایق کو ما عرفناک حق معرفتک کا تازیانہ کافی ہے۔ تجرد مطلق اور تنزیہ محض کے رموز اضافیات صفاتی کی حد تک جلوہ افروز عالم ہو جانا غنیمت ہے۔ عینیت بحث کی موشگافی مین کہاں کہینچی جاتی ہے اور فردیت ذات کی محویت مین دار کی سزا مقرر ہے۔ ارنی گویان طالب دیدار کو غش پر غش آتے ہین اور دردمندان وصال کے تن بدن کیڑے کہا جاتے ہین خاشعان منقصد یقین کے سر پر آرہ چلتا ہے۔ اور کبھی ذرا سے حسن ظن پر مچھلیون کا طعمہ بننا پڑتا ہے۔ یہان کی ماہیت حقیقی کا ذوق ابتلاء سے ناقابل برداشت کی درخواست ہے۔ اور کنہ بیچونی کا سودا سر بازار غلام بننے کا بیعانہ۔ اس آب وہوا مین استغنائے خالص کے جانفرسا امراض سفک دماء کا کام دیتے ہین

اور یہان کی حکمت مستقیمہ اپنے بیماروںکے دم توڑنے کا تماشا دیکھتی ہے غرض اس ہو کے مقام مین ان آنکھون سے کچھہ سوجہتا ہے نہ ان کانون سے سنائی دیتا ہے اسلئے ایسے سودا سے خام مین پڑنا سٹری پن ہے - ایاز حد خود بشناس -

شعر

در دل نہفتہ عشق بتانرا گزاشتیم
این بادہ ریختیم بہ خم تا کہن شود

ہان بالائی سیر جو مین نے دیکھی ہے - اوسکی داستان سننا ہے تو ادہر آؤ اوس درخت کے نیچے بیٹھہ کے بیان کر دون -

یعنی اوس مقام بے مسمی مین مَین اور میری طرح بے تعداد غیر محسوس شکلین جمع تھین - سب ہاتہہ پر ہاتہہ دہرے بیٹھے ہین نہ کام نہ دہندا حرکت نہ جنبش - احدی - کاہل - بیکار - ع چو بالین گوران بہ گوران نگار ٭

اس بے شغلی اور بیکاری کی اولجہن سے ایک ساتھ سبھی تو گھبرا اوٹھے اور زبان بے زبانی نے یہ شاطہ گری کی کہ کسیکو رحم آگیا - یعنی ایک اشتہار جاری ہوا - جسکے عنوان پر صنف شوقین لکہا ہوا تھا - اور آگے عبارت مین فیکون اسکی تشہیر گلی کوچہ مین جب اچھی طرح ہو چکی تو ایک دن خلاے محض مین سب اکٹھا کئے گئے - اور امتحان کا یہ کڑا سوال دیا گیا اَلَستُ بِرَبِّکُم دوسرونکی تو مجھے خبر نہین مگر مین نے جلدی سے کہدیا - بلیٰ -

اس امتحان کا نتیجہ معلوم نہین کب شایع ہو - حالت منتظرہ سخت شاق ہوئی

اور اس اتفاقی مشغلہ سے جو دلچسپی کی توقع تھی۔ پھر بیکاری نے تڑپا دیا۔ لیکن ہماری پریشانیاں جلد رنگ لائین۔ اور دل بہلانے کیلئے حکم ہوا کہ یہان سے بے شمار عالمون کے سیر کی اجازت ہے۔ جہان چاہو جاؤ جدہر جی مین آئے پھرو۔ اس آزادی نے سبکو مطلق العنان کر دیا مین تو ایسا خوش ہوا کہ بے تحاشا بہاگا۔ اور یقین مانو سترہ اٹھارہ ہزار عالم کا چکر لگا آیا اس دورے کے بعد مین نے ذرا دم لیا تھا ہی کہ آنکھ جھپک گئی۔ اس نیند مین بھی وہی تماشا میرے سامنے تھا مین نے بنظر تحقیق سبکو دیکھنا شروع کیا اور وہ داد تحقیق دی کہ چھوٹی سی بات کو بھی نہ چھوڑا مگر ع خواب کا ذکر ہی کیا رات گئی بات گئی اوٹھا تو ویسا ہی کورا کا کورا تھا۔ اب دل شوریدہ نے زیادہ مچلنا شروع کیا۔ اور مین نے لاکھ بہلایا ذرا بھی نہ بہلا وہان کسی سے اتنی صاحب سلامت بھی نہ تھی کہ مین اپنے دل کی بات کہتا۔ یا دو گھڑی پاس بیٹھ کے وقت کاٹتا اسیطرح وہ سب مجھ سے غیر مانوس اور محض اجنبی تھے۔ ناچار پھر ایکطرف مُنہ اُٹھا کے بھاگا۔ دیکھا ایک مقام پر خلافت کا مسئلہ چھڑا ہے۔ کان لگا کے سنا تو معلوم ہوا ہمارا ہی ذکر خیر ہے۔ ایک فریق نے کچھ ایسے الزام لگائے تھے۔ اگر جواب مسکت اِنِّیٓ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ[1] نہ دیا جاتا اور فَلَمَّآ اَنْبَاَهُمْ بِاَسْمَآئِهِمْ[2] کی دستاویز نہ پیش کیجاتی تو مقدمہ ہی گیا تھا۔ جب مدعی کو کچھ نہ بن پڑا تو

---

[1] مین جانتا ہون جو تم نہین جانتے۔ پارہ (۱) سورہ بقر۔

[2] پس جب بتا دئے آدم نے نام اونکے۔ پارہ (۱) سورہ بقر

قَالُوا سُبْحَانَكَ لَا عِلْمَ لَنَا إِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا إِنَّكَ أَنْتَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ[1] ٥
کی معذرت پیش کی۔ اور سجدہ کر کر کے معافی چاہی۔ مگر ایک باغی صاف نکل گیا۔
اور خَلَقْتَنِي مِنْ نَارٍ وَخَلَقْتَهُ مِنْ طِينٍ[2] ٥ کی کتنی حجت کی سنکر سب ہنس
پڑے۔ اوسکی ندامت اور خفت کا کیا ٹھکانا قاعدہ ہے کہ شرمایا آدمی ہر قسم
کے جائز و ناجائز فعل پر آمادہ ہوجاتا ہے اب اوسنے اس خفت کا بدلا یون لیا
کہ چور بنکے باغ مین پہونچا۔ اور مکر کرکے رویا پیٹا چونکہ طینت مین رقت اور
لینت فطرتًا تھی اوسکی حالت زار پر دل پگھل گیا۔ اور سبز باغ کے پیچھے سخت
پھسنا پڑا۔ یعنی شجر ممنوعہ کی ہوا ایسی ناسازگار ہوئی کہ ایک درخت کے لیے سارا
باغ چھوڑنا پڑا اور قُلْنَا اهْبِطُوا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ[3] کے حکم سے
کے ساتھہ نکالے گئے۔ مگر شکر ہے کہ مدتون کے بعد وَحَمَلَهَا الْإِنْسَانُ
إِنَّهُ كَانَ ظَلُومًا جَهُولًا[4] ٥ کی ادا پسند آگئی اور اشرف و اعلی مراتب کا وعدہ
ہوا۔ یہہ تماشا گو دلچسپ تھا مگر اوتنا ہی حسرت اندوز بھی تھا۔ تاہم دل بہلنے کا
سہارا کیا کم تھا۔ اوسکے ختم ہوجانے سے پھر اوداسی چھاگئی اور بے چین طبیعت
کو وحشت کی سمائی۔ سہ

بزنگ گردباد م حلقہ ہائے نقش پا گردد		بھر دشتے کہ آشوب جنونم رہنما گردد

[1] کہا فرشتون نے پاک ہے تو نہین علم ہے ہمکو مگر جو سکہایا تو نے ہمکو۔ پارہ (۱) سورہ بقر۔

[2] ۔ پیدا کیا تو نے مجھکو آگ سے اور پیدا کیا تو نے آدم کو مٹی سے۔ پارہ (۸) سورہ اعراف۔

[3] ترجمہ کہا ہمنے اوترو بعضے تمہارے واسطے بعض کے دشمن ہین۔ پارہ (۱) سورہ بقر۔

[4] ترجمہ۔ اور اوٹھالیا اوسکو انسان نے تحقیق تہا وہ بہولا بہالا۔ پارہ ۲۲ سورہ احزاب۔

شوق بیحد اور سودا سے نظربازی نے آرام سے بیٹھنے کی قسم لے لی تھی چکر پر چکر لگاتا تھا اور نہ تھکتا تھا۔ اور نہین جانتا تھا کہ مجھے تلاش کس چیز کی ہے۔ اور چلا جاتا کیا ہون اسی آوارہ گردی مین ایک دن دور سے ایک بلند ٹیلا نظر آیا۔ جسپر روشنی کا یہ حال ہے کہ نظر نہین جمتی آنکھون مین چکا چوندہ لگی جاتی ہے۔ قریب جا کے دیکھا تو اوسپر مروارید خالص کا ایک قبہ مرتفع نظر پڑا اور چارون طرف کچھ عجیب صنعت اور کاریگری کے مکان دکھائی دیئے۔ کہ عقل نہین کام کرتی نہ یہ معلوم ہوسکتا تہا کہ کس چیز سے بنائے گئے ہین۔ اوس گنبد کے کلس پر ایک جھنڈا اکھڑا تہا جسکے پھریرے پر لکھا ہوا لَوْلَاكَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاكَ آنکھ پڑتے ہی دل پہلو مین تڑپ گیا۔ اور اُدہر سے ایک پر گداز آواز آئی۔

شعر

طواف خاک مجنون و مزار کوہکن تاکے
اگر سودا سرے داری بگو تا گرد ما گردد

یہ غیبی صدا سنکے میری حالت اور بھی بگڑ گئی۔ اور اسطرح بے چین ہوکے لپکا گرا اور اُٹھا۔ بڑہا۔ اور پھسلا۔ کسی نے یہ حالت دیکھ کے کیا پھبتی کہی ہے۔ وَكَانَ الْاِنْسَانُ عَجُوْلًا ؎۱۔ مگر یونہی گرتا پڑتا دردولت پر پہونچا اور لگا پکارنے۔

؎۱ اور ہے انسان جلدباز

شعر

سالہا در طلب روئے نکو در بدریم
روئے بنما و خلاصم کن ازین دربدرے

چاہتا تہا کہ اندر قدم رکھون مگر پہرے پر ایک پیر مرد خشک صورت نے ڈانٹا - وہین "وہین ٹھہر جا" مین نے گھبرا کے اونکا نام پوچھا فرمایا "ادب" تم جیسے سیماب مزاجون کی روک ٹوک کے لئے مقرر ہون - مین نے کچھ اور پوچھا او سنے منھہ پہیر لیا - آخر مین نے صاحب خانہ کا نام پوچھا جواب تو کچھ دیا نہین مگر لوح آستان کی طرف اشارہ کیا دیکہا تو خدا کی قسم آنکھین کھل گئین اور مین نے دل مین کہا آج محنت ٹھکانے لگی اتنے دنون چکر کے بعد مرکز پر پہونچا اس سے زیادہ سوچنے کا موقع ہی کیا تہا یاقوت کی تختی پر زمرد کی گلکاری سے نور کے خط مین خاص قلم قدرت سے لکھا ہوا تہا -

لا الٰہ الا اللہ محمد الرسول اللہ

اس سحر آفرین جملہ کی تاثیر اور جذب حقیقی کا اندازہ دشوار ہے مجھے اس درجہ محویت ہوئی کہ بڑے میان کی ترشروئی اور ڈانٹ ڈپٹ سب بھول گیا - اور بے تحاشا گھسی تو پڑا - ادب نے لاکہہ ہائین ہائین کی مین ذرا بھی نہ رکا اور پہلی ڈیوڑہی سے بڑہ گیا - کیا خبر تھی کہ میری تقدیر مین ابھی بہت سے انقلابات لکھے ہین اور کتنی تبدیلیان اوٹھانی ہین جب کہین آ جکے شوق اور اضطرار کا نتیجہ دیکھنا نصیب ہوگا - اور مین جھوم جھوم کے کہونگا -

شعر

غبار راہ گشتم سرمہ گشتم طوطیا گشتم
بچندین رنگ گشتم تا بچشمت آشنا گشتم

یعنی وہان ایک بڑی بی نظر آئین اونھون نے مجھے ایسا گھورا کہ حواس جاتے رہے - اور دم بخود ہوکے رہ گیا کچھ اور تو نہ ہو سکا ڈرتے ڈرتے جھک کے اونکو سلام کیا - اور اسم مبارک پوچھا تو منہ بنا کے بے انتہا سرگرمی سے ارشاد ہوا ہمکو انتظار خاتون کہتے ہین - تو نے بڑی گستاخی اور ڈھٹائی کی کہ دہاتا چلا آیا - ادب کا بھی لحاظ نکیا مین نے کہا مجھے سرکار کی قدمبوسی نے بیتاب کردیا اور بیشک ترک ادب ہوا لیکن مین آپ مین نہ تھا - میرا قصور معاف فرمایئے اور اندر جانے دیجیئے جواب ملا درست تمھاری جلدبازی کی یہی سزا ہے کہ چندے یہان رہو - اور منتظر خانہ کی ہوا کھاؤ پھر دیکھا جاویگا بڑھیا کی باتین مجھے زہر معلوم ہوئین مگر اوسکا رعب کچھ ایسا چھا گیا تھا کہ چپکا ہو رہا اور وہ جب ذرا دھیمی ہوئی مین نے کہا بڑی بی خدا آپکی عمر مین برکت دے اگر آپ کہین تو مین باہر ہی چلا جاؤن - اس منتظر خانہ مین پڑے پڑے مین گھبرا جاؤنگا - کھلے میدان مین سیر سپاٹا ہی کرونگا - اور جبتک آپ اجازت ندینگے اندر جانیکا خیال بھی نکرونگا مگر دل مین یہی تھا کہین تھوڑا زہر ملے تو لے سلاؤن اور جاکے کسی کے قدمون پر لوٹ جاؤن - بڑی بی نے عہد لے لیا کہ خبردار جلدی نہ کرنا - نہین تو سزا پاؤگے اور میرا کان مروڑ کے چھوڑ دیا - مین بھاگا تو سہی لیکن پلٹ پلٹ کے اوس ایوان عالی کو دیکھتا جاتا تھا - اور بڑی بی کی باتین

یاد کر کے پھر آگے بڑہتا تہا مگر تھوڑی دور جا کے پلٹتا اور اس فکر مین ہوا کہ بڑہیا کے پہرے کے سوا کوئی دوسرا راستہ ملے تو اندر پہونچ جاؤن مکان کے چارون طرف کئی بار گھوما مگر روزن دیوار تک نظر نہ آیا مجبور ہو کے داہنی جانب مڑا ہی تھا کہ ایک آتشی قلعہ نظر آیا آگ کے شرارے اوسکے روشندانون سے نکل رہے تھے۔ اور چاروں طرف خندق تمام پگھلی ہوئی گندہک سے بھری تھی۔ اوسکے شعلون کی لپک سے مجال نہ تھی کہ کوسون کوئی نکل سکے مین نے اوسکی سیر سے توبہ کی۔ اَللّٰهُمَّ اَجِرْنِی مِنَ النَّارِ کہتا ہوا بھاگا۔ اوس آتشکدہ کو صرف دیکھنے ہی سے میرے جسم سے پسینا جاری ہوگیا تہا۔ ذرا ہوا کھانے کے لئے دوسری طرف گیا اور ایک باغ دیکھا جس مین باہر ہی سے اسقدر سامان تفریح نظر آتا تھا کہ حصر ناممکن ہے۔ ہلکے ہلکے جھونکے ٹھنڈی اور لطیف ہوا کے جو آئے مجھ مین جان سی آگئی اور جب ذرا تازہ دم ہولیا تو یہ سوجھی آؤ اس باغکی سیر کرین پھول توڑین نہرون سے ٹھنڈا پانی پیئن مرغان چمن کی خوش نوائیان سنین اور بن پڑے تو ایک آدہ غزل کہہ ڈالین ایسا باغ اور یہہ تفریح نصیبون ہی سے ملتی ہے۔ اسی دُھن مین دروازہ پر پھونچ کے اندر کا قصد کیا ہی تھا کہ شیرین زبان دربان ٹھٹھکا لَلّٰہ کہتا ہوا بڑہا اور مسکرا کے فرمایا صاحبزادے تم باغ کی سیر کر سکتے ہو مگر پہلے اس سامنے والے قصر کے مالک کی چھٹی لے آؤ جسکا یہ خانہ باغ ہے۔ بغیر اوسکی اجازت کے ہم مجبور ہین۔ اگر تم کوشش کروگے اوس سرکار سراپا کرم سے ضرور اجازت ملجائیگی۔ مین نے کہا جناب وہان سے تو مین آتا ہی ہون۔ وہان ایک بڑھیا نے مجھے پکڑ ہی لیا تھا اندر جانے نہ دیا اور منتظر خانہ مین قید کرنا چاہتی تھی مین

بہانہ کر کے چلا آیا اتنا تو مین بھی سمجھتا ہون کہ اگر حضور مین پہونچ جاؤن تو سب کچھ ملجائیگا۔ مگر پہونچون کیونکر منتظر خانہ کی ہوا سے تو باہر ہی پھرنا بہتر ہے آپ ہی کچھ تدبیر کیجیے بڑا احسان ہوگا۔ اور مجھہ سے اقرار لے لیجیے مین باغ مین جاکے کچھہ نقصان نکرونگا ایک پنکھری تک توڑون تو گنہگار۔ اسپر وہ ہنس دیا اور کہا کہ مین یہ کب کہتا ہون تم باغ کی چیزین لوگے اور اگر لے بھی لو تو کیا کمی ہوسکتی ہے۔ لیکن مین بغیر اجازت سرکار جانے نہین دیسکتا مجبور ہون معاف کرو۔ اور میری بات مانو کہ وہین جاکے کوشش کرو بڑی بی کی بات غلط نہین ہے۔ صبر سے کام لو تو سب کچھ ملجائے گا۔ مجھے اوسکی بات کا یقین آیا۔ اور سوچا کہ جلدی کیا ہے۔ ابھی بہت فرصت ہے۔ پھر دیکھ لینگے ساتھہ ہی ایک نامعلوم خوشی میرے قلب و دماغ مین ایسی سرایت کر گئی تھی کہ جسکو مین فال نیک سمجھا اور یقین آگیا کہ مالک قصر کی قدمبوسی بھی کر سکون گا چھٹی بھی لونگا اور خانہ باغ حضور معلیٰ کی سیر بھی کرونگا۔

یہ قوت کچھ ایسی لازوال سی تھی کہ مجھے چلنے پھرنے پر زیادہ قابو ہوگیا اور سیر باغ کی ہمت پہلے سے بھی بڑھ گئی۔ دربان صاحب سے خداحافظ کہکے رخصت ہوا۔ آناً فاناً مین کوسون منزلون نکل گیا۔ اس عرصہ مین اوس بےشمار مجمع سے روز بروز شکلین کم ہونے لگین اور صاف نظر آتا تھا۔ کہ یہان سے کسی دور دراز مقام پر بھیجے جاتے ہین۔ مگر مین نے اسکی کچھ زیادہ تر پروانہ کی۔ اور اپنے کام مین لگا رہا۔

گرفتاری۔ ع۔ دہر آگیا دل خانہ خراب کے بدلے۔

مجھے اسطرح آوارہ گرد دیکھ کے وہانکے منتظمین نے کچھ شک
کیا یا شاید اونکا قاعدہ ہی یہ تھا۔ بس خیاب پکڑا نہ اونھون سے مجھکو اور ایک
کچہری مین لے گیئے جسکے پہاٹک کی تختی پر لکھا ہوا تھا۔ **قضا و قدر** وہان پہلے
میرا حلیہ لکہا گیا پھر سارے کردار کا ایک طومار بنایا۔ جو کچھ جی مین آیا اوس مین درج
کر کے میرے ساتہہ دو خفیہ نویس کر دیئے گئے جنکو حکم ہوا کہ جو کچہہ یہان لکہا گیا
ہے اوسکی تعمیل یہ خود ہی کریگا اور بال برابر فرق نہ ہوگا۔ مگر یہ اصل کاغذ یہان داخل
دفتر رہیگا تم اسکے ساتہہ ساتھ رہو جو کچھ کرتا جائے فوراً قلمبند کر لینا۔ یہان ہم
مقابلہ کرینگے گویہ لکہا ہوا مٹائے نہین مٹ سکتا۔ مگر حضرت انسان سے خدا
پناہ مین رکھے۔ مگر جائے جھٹلادے تو ہم گواہ کہان سے لاتے پھرینگے۔ تمہارا
لکھا ہوا روزنامچہ بہت کام دیگا جس سے انکار ہو ہی نہین سکتا اچھا لیجاؤ اور حسب
معمول دونون جیلخانون کی آپ کو ہوا کہلا لاؤ یہ سنکے مین بہت گھبرایا ساری
ذہانت اور طباعی رخصت ہوگئی تاہم مین نے بڑہ کے کہا جناب میرا نہ اظہار
لیا گیا نہ جواب اور نہ آپنے لکھہ پڑہ کے سزا بھی تجویز کر دی اونھون نے کچھ
جواب نہ دیا اور گویا میری طرح کوئی چیز ہی نہ تھی۔ جب مین اور گرم ہوا اور
حجتین کرنے لگا تو ایک سپاہی نے میری گردن پکڑ کے اوپر کو اوٹھا دی۔ سر
اوٹھایا تو عجیب طلسمات نظر آیا۔ اتنی موٹی کتاب مین نے تو کیا کسی نے نہ دیکھی
ہوگی ایک کرسی پر رکھی تھی۔ اور کچھہ لوگ اوسکے ورق اولٹ رہے تھے۔
ایک قلم بڑا لمبا شہتیر سا خود بخود اوسپر لکہتا چلا جاتا تھا۔ اوسی کتاب مین میرا
مقدمہ بھی درج تھا۔ لیکن مجھے پھر بھی محل گفتگو تھا کہ آخر یہ کتاب کیا میرے

سامنے لکھی گئی ہے اور چاہتا تھا کہ کچھہ بولون مگر وہان کے افسر نے کچھہ سپاہیونکو اشارہ کیا اور وہ سب مجھے پکڑ کے لے چلے۔ دور سے دو زندان دکھائے۔ پہلا چھوٹا دوسرا بڑا۔ اور بہت ہی رکھائی سے کہا ان دونون مین تھوڑے تھوڑے دن تمکو رہنا ہوگا۔ مین نے دل مین کہا بھری کچہری مین جب میری شنوائی نہوئی تو ان سے حجت کرنا بے سود ہے۔ یہہ تو حکم کے پابند ہین۔ ناچار ساتھہ ہولیا۔ پہلے مجھے چھوٹے محبس کیطرف لے چلے راستہ مین ایک بازار ملا مین نے خوشامد سے کہا قید کرنے سے پہلے مجھے یہ بازار دکھا دو تو بڑا احسان ہے۔ زیادہ تر اسکی سیر کا اشتیاق مجھے اسلئے ہوا کہ مین نے تو اپنے زعم مین تمام مقامات دیکھہ ڈالے تھے۔ پھر تعجب ہے کہ اس بازار مین نہ آیا۔ شاید نیا بسایا گیا ہو۔ خدا اونکو نیکی دے وہ مان گئے اور مین بازار مین پہونچا اوسکی رونق اور آبادی کا کیا ٹھکانا۔ ہر قسم کی چیزین وہان موجود کسی چیز کی کمی نہ تھی۔ میرا جی للچایا اور بغیر اس خیال کے کہ میرے پلے ٹکا بھی تو نہین ہے۔ خریداری پر جھک پڑا۔ اپنی نادانی و ناتجربہ کاری سے اچھی چیزین تو کم لین۔ البتہ غرور۔ حسد۔ جھوٹ۔ فریب غیبت وغیرہ انگریزی چیزونکی طرح بھڑکیلی۔ چکیلی نظر آئین اور اسی متاع کاسد پر مین لوٹ گیا۔ لیا تو سب کچھہ مگر اچھی چیزون مین صرف ایک سپر مین نے چن لی۔ جسپر ایک لفظ بڑے موٹے قلم سے لکھا ہوا تھا۔ توبہ جب سب اشیا لے چکا تو قیمت کا خیال آیا اور گھبرایا۔ ایک شخص میری پریشانی دیکھہ کے مسکرایا اور کہا یہ سب اودھار دیا گیا ہے اسکی قیمت **عمل** نامی سکہ ہے جسکو تم بڑے جیلخانہ

مین محنت مزدوری سے حاصل کروگے۔ اور اعمالنامہ کے ساتھہ بہیجدوگے یہان پہونچ جائے گا۔ اور سرکاری سیاہہ کرنے کے بعد مالک بازار کے خزانہ مین داخل ہوجائیگا۔ تیرے ذمہ سے مطالبہ جاتا رہیگا۔

اور ہار سودا۔ لینے کو ہر شخص حریص ہے مین نے کچھہ تو اپنی خوشی سے لیا تھا۔ کچھہ وہان کے دوکاندارون کے اصرار سے لے لیا۔ مگر ایمان کی توجیہہ سے کہ وہ سب چیزین لے کے مین اتنا خوش نہ تھا۔ جسقدر اوس سپر کے لینے سے۔ یہ میری ایمانی قوۃ کا خاص اثر سمجہو یا چلتے پہرتے مین نے وہان تقدیر کی پیاس مین **قسمت** نامی چشمے سے پانی پی لیا تہا۔ اوسکا فیضان خیال کرو۔ اس چشمہ پر بہت لوگ نظر آئے جنکو مختلف قطع اور وضع کے سقے پانی پلا رہے تھے۔ مجھے جس شخص نے جام بھر کے دیا تہا اوسکا نام **اسلام** صاحب بہشتی تہا۔ اس پانی کی تاثیر مجھے اب کھلی یہ تو آب حیات سے بھی کرورون درجہ بڑہا ہوا ہے۔

ہان یہ تو بہول گیا اوس سپر پر ایک دہبہ **شک** کا لگا ہوا تھا اوسکو مینے بہت بدنما خیال کیا۔ مگر یہ نہین جانتا تھا کیسے اوسکو مٹاؤن میرے محافظ نے کہا یہان **یقین** کا ایک سردابہ ہے۔ چلو وہان دہو ڈالو اوس سرداب پر جاکے اوسنے ایک چھوٹی سی ٹونٹی کھولی اور کہا اسکا نام **بیم و رجا**[۱] ہے مین نے ایک تریڑا چھوڑا اور رگڑ رگڑ کے شک کا دہبہ بالکل مٹا ڈالا۔ وہان سے چلے تو یہ بات قابل ذکر ہے کہ راستہ مین ایک پیر فانی

[۱] الایمان بین الخوف والرجا۔

سن سفید بڈہا ملا۔ جسکی کمر جہکی ہوئی گلے مین کنٹھا۔ ماتھے پر گٹھا بڑے پارسا بڑے پاکباز۔ مین نے چاہا کہ اوسسے سلام کرون مگر پہلے وہ خود ہی مجہسے مخاطب ہوا اور چاہا کہ مجھے لپٹا لے مین بھی بڑہا۔ اور قدمبوسی کا قصد کیا تہا کہ بڈہے کی نظر اوس چھتری پر پڑی جو مین نے ابھی ابھی بازار مین شاخ **لاحول** کی خریدی تھی۔ بس وہ پٹا توڑا کے بہاگا اور سو قدم پہ ہو رہا۔ اوس وقت اوسکی صورت منحوس اور غیظ وغضب دیکھنے کے قابل تہا دور سے دانت پیستا تہا۔ اور مجھے ڈرا رہا تھا۔ مین تو سہم کے رہگیا میرے غیبی ہمراہی نے کہا بڑی خیر ہوئی یہ مردود **ابلیس** لعین ہے دیکھو چھتری تمہارے کام آئی۔ ورنہ اسنے تمکو چوپٹ ہی کیا تہا۔ مین نے کہا اللہ اکبر آپ وہی ذات شریف ہین جسنے بڑے بڑے وعدے لے لئے ہین۔ [۵] قَالَ اَنْظِرْنِیْٓ اِلٰی یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ ٥ قَالَ اِنَّکَ مِنَ الْمُنْظَرِیْنَ ٥ قَالَ فَبِمَآ اَغْوَیْتَنِیْ لَاَقْعُدَنَّ لَھُمْ صِرَاطَکَ الْمُسْتَقِیْمَ ثُمَّ لَاٰتِیَنَّھُمْ مِّنْۢ بَیْنِ اَیْدِیْھِمْ وَمِنْ خَلْفِھِمْ وَعَنْ شَمَآئِلِھِمْ ط وَلَا تَجِدُ اَکْثَرَھُمْ شٰکِرِیْنَ ٥ قَالَ اخْرُجْ مِنْھَا مَذْءُوْمًا مَّدْحُوْرًا ط لَمَنْ تَبِعَکَ

[۵] ترجمہ (کہا شیطان نے) ڈہیل دے مجھکو اوسدن تک کہ قبرون سے اوٹہائے جائین کہا (اللہ تعالی نے) تحقیق تو ڈہیل دئے گیون سے ہے۔ کہا پس قسم ہے کہ گمراہ کیا تو نے مجھکو البتہ بیٹھونگا۔ واسطے اونکے راہ تیری سیدہی پر پہر البتہ آؤنگا مین پاس اونکے آگے اونکے سے اور پیچھے اونکے سے اور داہنے اونکے سے اور بائین اونکے سے اور نہین پاویگا اکثر اونکو شکر کرنیوالون۔ کہا نکل اوس سے برے حال سے راندا ہوا البتہ جو کوئی پیروی کریگا تیری۔

مِنۡهُمۡ لَاَمۡلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنۡكُمۡ اَجۡمَعِيۡنَ ؁[1]

اسکے بعد مین آگے بڑہا - مجھے سیر بازی کی چاٹ پڑگئی تھی ہرچند محافظین کے قابو مین تہا - تاہم ادہر اودہر پھرتا پھراتا چلا جاتا تھا کہ ناگاہ چھوٹا محبس آہی گیا - مجھے سخت ناگوار ہوا - مگر ساہیون نے ایک نہ مانا اور میرے سارے عذر و حیلے بیکار گئے -

سچ تو یہہ ہے جب یہ بات مجھے اچھی طرح یقین ہوگئی کہ جب تک یہ دونون جیلخانے نہ جھیل لونگا اوس خدائی باغ کی سیر اور اوسکے مالک کی قدمبوسی میسر نہ ہوگی - تب تو مین نے سب قبول کرلیا - بیدرد سپاہیون نے مجھے ایک تنگ کوٹھری مین ڈھکیل دیا - جسمین میری لطافت اور نظافت اصلی بالکل کثیف ہوگئی - اوس کوٹھری مین تین درجہ تھے تین تین مہینے ہر درجہ مین مجھے رہنے کا حکم ہوا - جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے -

يَخۡلُقُكُمۡ فِيۡ بُطُوۡنِ اُمَّهٰتِكُمۡ خَلۡقًا مِّنۡۢ بَعۡدِ خَلۡقٍ فِيۡ ظُلُمٰتٍ ثَلٰثٍ ؁[2]

وہان کا قیام ہرچند اوس آزادی کے مقابلہ مین جو پہلے حاصل تھی بہت ہی نامرغوب تہا مگر بیفکری کی ایک راحت پر ہزار آسایشین قربان ہین کچھ ایسی سکھ نیند وہان سوتا تھا اور اسطرح مرنجان مرنج طریقے پر بسر ہوتی تھی جسکی کوئی مثال موجود نہین ہے آخر وہ مدت بھی ختم ہوگئی اتنے دنون برابر میری

[1] اون مین سے البتہ بھر دونگا مین دوزخ کو تم سب سے - ولو اننا - (۸) سورہ اعراف

[2] ترجمہ پیدا کرتا ہے تمکو پیٹ ماؤن تمہاری کے ایک پیدایش پیچھے پیدایش دوسری کے بیچ اندھیرون تین کے ۱۲ پارہ (۲۳) سورہ زمر رکوع (۱)

مدت جاری رہی اور عجیب وغریب ترکیب کا خاکہ کھینچا گیا جسکو ان الفاظ سے زیادہ صراحت اور بلاغت کے ساتھ بیان کرنے کی کسیکی طاقت نہین قال اللہ تعالیٰ وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِیْنٍ ۚ ثُمَّ جَعَلْنٰهُ نُطْفَةً فِیْ قَرَارٍ مَّكِیْنٍ ۚ ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظٰمًا فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا ۚ ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ ۚ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِیْنَ ؕ

عجب برجستہ مضمون مصرعۂ اوستاد کامل ہون		عبارت مین تو آسان ہون مگر معنی مین مشکل ہون

دنیائے فانی

شعر

جز نالہ ببازار تو دیگر چہ فروشیم		اینیست متاع جگر خستہ دکانہا

پیاری دنیا ذری ادہر تو دیکھ تیری نیرنگی کے قربان تیرے بھروپ کے صدقے آج تیرے نام توگناوین۔ پریخانہ۔ خواب وخیال۔ غفلت کدہ۔ مہمانسرا

ترجمہ۔ اور تحقیق پیدا کیا ہمنے آدمی کو سنی ہوئی مٹی سے اور پھر پیدا کیا ہمنے اوسکو ایک قطرہ منی کا بیچ جگہہ مضبوط کے اور پھر پیدا کیا ہمنے منی کو لہو جما ہوا۔ پس پیدا کیا ہمنے جمے ہوئے کو بوٹی گوشت کی پس پیدا کیا ہمنے بوٹی کو ہڈیان پھر پہنا دیا ہمنے ہڈیون کو گوشت پھر پیدا کیا ہمنے اوسکو پیدائش اور پس بہت برکت والا ہے۔ اللہ بہتر پیدا کرنیوالون کا۔ پارہ (۱۸) سورہ مومنون۔

مسافرخانہ۔ قیدخانہ۔ طلسم کدہ۔ دار مکافات اسی طرح دس نہین۔ بیس نہین۔
سو نہین ہزار نہین بے شمار آپکے نام ہین معشوقون کے نام۔ دلربا۔ شوخ۔
ستمگر۔ قاتل۔ جفاکار۔ نازنین۔ بیوفا۔ پری پیکر۔ وغیرہ ہوا کرتے ہین۔ مگر
نام وہی جو عاشق کو بھلا معلوم ہو۔ اور وہ ایکی ہو جسکی ایک ادا مین سارے
نامون کا لطف آجائے اسلئے ہم بھی تجھے دنیائے فانی کے نام سے پکارتے
ہین۔ ہائے تو نے ہمین کیسے مزے چکھائے ہین۔ کیا کیا سبز باغ دکھائے
ہین۔ کوئی ہمارے دل سے پوچھے تو بگڑ گئی ہمنے بنا لیا تو روٹھہ گئی ہمنے منالیا
تو مچلی ہمنے سنبھالا۔ تو ضد کرنے لگی ہمنے پھسلا لیا تو خفا ہوئی ہمنے سر جھکا لیا
تو جھنجھلائی ہم چپکے ہو رہے۔ غرض تیری سینہ زوریان سرشوریان ہمنے اسطرح
ہنس ہنس کے برداشت کین کہ تو ہی جانتی ہوگی۔ اور تیرا ہی کلیجہ ہے کہ اسپر
بھی ہمین مار ہی رکھا۔ ذرا تو قسمہ چھوڑا ہوتا۔ کچھہ تو رعایت کرتی۔ ہم تیرے
کیسے نابردار وفاشعار دلدادہ تھے۔ اچھا تو سہی ہم بھی تجھے وہ فضیحت
کرین ایسا بانس چڑھائین کہ تو بھی یاد کرے۔ ہمنے تیری رگ رگ ٹٹول لی ہے
ایک ایک کل پرزہ تیرا کھولا باندھا توڑا مروڑا۔ تیرے خاک کے ذرونکو شمار کیا
تو تیرے دریا کی دھول اوڑا دی پہاڑون کو کاٹ کے خاک مین ملا دیا تو
جنگل کو چھان مارا پتون کی جالیان کاٹین تو یاقوت وزمرد کا رنگ اوڑایا۔
سمندر کے قطرونکو گن ڈالا رگ سنگ پر نشتر لگا کے ٹھونکا لا۔ بسایط کو
چھانٹا۔ جواہر کو پرکھا اعراض کو چنا۔ عناصر کو جانچا۔ ہماری تخریج۔ تقسیم
تجزی تضعیف نے تیرے پیاز کے سے چھلکے اودھیڑ کے رکھدیئے۔

غرض تیرا وہ سلوک تو ہمارا یہہ احسان -

شعر

آن مردۂ تغافل واین کشتۂ نگاہ
مقدور چیست دیدن وناویدن چنین

ہم تیری وہ ستمگاری جفا پروری بھولے ہنین - جو ہمین تو دم دیکے یہان پہلے پہل لائی تھی - اچھا ہم سے کہی سے چلتے ہین اور ہولی باتین سب یاد دلاتے ہین - سوچ سوچ کے ایک ایک تیری خون گرمی ستم بیان کرینگے - اور تیری ہی مہر کی قسم جو کچھ لکھین گے سبھی سچ لکھین گے - ع

کتنے ستم تمہارے ہین کتنا ہی مہر لطف | آج آؤ کچھ ہمارے تمہارے حساب ہو

حیات

کسے بہ ہستیٔ موہوم من چہ پردازد
کہ ہمچو خواب فراموش ہیچ تعبیرم

میرے واجب الاحترام دوستو تمنے کبھی حباب دیکھا ہے - دیکھا کیون نہین نگاہ پڑی اور ٹوٹا - بس حیات کو بھی حباب ہی سمجھو - لفظون کا دہوکہ مٹا دو تو دونون ایک ہین - مناسب یہی تہا کہ مین حیات کے جھگڑے کو حباب کے استعارے اور تشبیہہ سے فیصل کردیتا - مگر اسکی سخت جانی پتھر کو بھی شرماتی ہے سنگلاخ پہاڑ سر کرڈالو آفریقہ کا جنگل کھود کے سمندر بنا دو بیستون کاٹ کے جوئے شیر لے آؤ ہفتخوان کا راستہ طے کرجاؤ آسمان کے

ورق اولٹ دو زمین کے طبقات زیر و زبر کر ڈالو۔ یہہ سب آسان ہے۔ مگر اس موہوم حباب کی ہمت دیکھو کہ ان مشکلات کو کچھ بھی دہیان مین نہین لاتا۔

شعر

حباب از پیرہن آئینہ ہستی کند روشن
نباشد گر لباس وہم نتوان کرد عریانم

ایک پل کا بھروسہ نہین لیکن کائنات کا بوجھہ اوٹھانے کو تیار ہے جون جون اس حباب کو مندرس اور بوسیدہ ہوتے دیکھا ہوگا اوتنا ہی زیادہ اپنے طول عمل کا جال پھیلاتا ہے۔ ایک سانس کی مہلت نہین۔ مگر ہفت اقلیم کا انتظام کر رہا ہے۔ تمنے گلستان مین سوداگر اور شیخ سعدیؒ کی باتین دیکھی ہونگی۔ اوس سے زیادہ مین کیا دکہا سکتا ہون۔

شعر

نیستی ہم بداد من نرسید
مرگ مردہ آن زمان کہ من زادم

کاش اس ہستی موہوم کو ہم سمجھتے اور پھر مزاج پوچھنے کیا ارادے ہین۔ مرزا بیدل فرماتے ہین۔

بکدام آئینہ یابی کہ ز فرصت این ہمہ غافلی
تو نگاہ دیدۂ بسملی مژہ واکن و بہ کفن درآ

لِلّٰہ بتاؤ نگاہ بسمل کی کیا ہستی ہے۔ یہ تو فرصت کا حال ہے مگر نہین چونکتے نہین چونکتے یہ آئینہ باطل دہوکے کی ٹٹی ایسی سامنے کر دی ہے۔

کہ اپنی صورت دیکھتے ہین اور نہین پہچانتے۔ اللہ رے میان خام اُف رے محویت بے سود خدایا سنگ مراد بہیجدے کہ اس آبگینہ غفلت کو چور چور کردے۔ اور ہمکو وہ محویت دے جسکو تو ہی جانتا ہے

پیدائش

	بجہان جلوہ رسیدہ ام زہزار پردہ دمیدہ ام ثمر نہال حقیقتم چمن بہار خدائیم	

لیلتہ البدر ۱۴ رمضان ۱۲۷۷ہجری کو قریب صبح صادق ہم بڑے جیلخانہ مین آے۔

اسے ہے آنکھ کھلی اور رویا۔ کیون رویا یہ تو مین بھی نہین جانتا۔ مگر اتنا جانتا ہون کہ شگون اچھا نہ ہوا۔ میرا رونا اور اوپر والون کا ہنسنا کسقدر بے جوڑ بات ہے۔ اسی سے پتہ چلتا ہے کہ یہ جیلخانہ خبطیون اور ناعاقبت اندیشون سے بھرا پڑا ہے۔ ورنہ رونے والے کے ساتھ سبکو رونا چاہیئے تھا۔ خیر مین روتا دہوتا رہا۔ کسی نے پروا نہ کی۔ اور میری خبر دوسری طرح لیگی مصیبتونکا زمانہ یاد نہ رہنا ہی بہتر ہے۔ اِسلئے مین بھی اوسکو بھول جانیمین کامیاب ہوا۔

تھوڑے دنون کے بعد مجھے اس زندان آفت سے اُنس پیدا ہونے لگا۔ اور اصحاب السجن سے الفت۔

اور اکات کے اوزار مجھے دئے گئے۔ مگر میری طاقت کے موافق اور عام قیدیون کی طرح مجھے کام سکھائے جانے لگے۔ مین نے اون اوزارون سے اوسلئے

پلٹتے کام لینے شروع کئے اوزار کم زور اور مین بھی نحیف بنا تو کیا لیکن بگڑتے بگڑتے عادتون نے اوسیکو بنا ہوا کام میرے سامنے پیش کر دیا۔ اور تماشا یہ ہوا کہ اکثر زندانیون نے اوسے تسلیم کر لیا۔ مجھے کیا انکار ہوسکتا تھا ایک تو اپنا کام دوسرے بکثرت شہادتین لیجیے میرے خلل دماغ کا سامان ہو چلا۔

چونکہ تمام قیدی ایک گروہ نہ تھے بلکہ جدا جدا انبوہ کے انبوہ اپنے اپنے رنگ ڈھنگ عادات وغیرہ کے اعتبار سے الگ ممیز ہوتے تھے۔ اور اپنی اپنی دھن مین بس ایک اپنے ہی کو کارگذار اور قابل اعتبار سمجھے ہوے تھے۔[۱۵] کُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَیْهِمْ فَرِحُوْنَ ط

اسلئے جس جرگے کا مین تاوان قیدی تھا اوسکے آئین میرے حواسون مین خود بخود سمانے لگے۔ اور اچھے بھی مجھے وہی معلوم ہوئے ادراک اور احساس دو بچے میرے ساتھ عقیلہ زنانی سے یہان پیدا ہوے تھے وہ کبھی میرا ساتھ نہ چھوڑتے تھے ہرچند وہ بھی ضعیف الخلقۃ اور کمزور تھے۔ مگر میری قوت بازو ضرور تھے۔ یونہی گذرنے لگی اور بارہ تیرہ برس تک گذر گئی۔

اس عرصہ مین مجھ سے اور بھی محنتین لیگئین اور حکم یہ کہ محنت نکروگے تو روٹی بھی نہ پاؤگے۔ سچ پوچھو تو اوسوقت پیٹ بہت کام آیا۔ ورنہ مین خوشی سے کب محنت کرتا۔

تمکو بتا دیا ہے کہ مین عالم ہُو مین بھی تیز اور ذہین تھا۔ اس جیلخانہ مین بھی اوس سے انکار کی کوئی وجہ نہین معلوم ہوتی۔ لیکن اس خراب قیدخانہ کی آب و

---

[۱۵] ترجمہ سب گروہ ساتھ اوس چیز کے جو نزدیک ہے خوش ہین۔ پارہ (۲۱) سورہ روم

ہوا یا عام قیدیون کی بدخوئی کے اثر سے مین ضدی - شوخ بیباک اور ہٹ دہرم انتہا کا تہا - میرے کردار سے کچھ ایسے ہی لوگ خوش ہوتے ہونگے جنکے آنکہ کان صحیح واقعات کا اندازہ کرنے سے کسی محدود وقت تک معطل ہوجاتے ہین ورنہ میری بدخوئی قابل نفرت ضرور تھی - بس اگر مین کام کا آدمی تہا تو اتنا ہی کہ روٹی کے لالچ سے یا اپنے فطرتی ذوق سے اپنا کام ضرور کر ڈالتا تھا - کھیل کود شرارت - ضد کوئی چیز مجھے اوس فرض کے ادا کرنے مین روکنے والی نہ تھی اس بھید کا پتہ مجھے ابتک نہ لگا اگر مین انکار کرجاتا اور کبھی کر بیٹھتا تہا تو کیا روٹی کا خوف مجھے مجبور کرتا ہرگز نہین -

بندہ پرور مین بارہ تیرہ برس تک ایکہی کولہو کا بیل بنا رہا - خاص تغیرات یا اتفاقی واقعات میرے خیال مین بھی نہ آتے تھے - حالانکہ اونکا اثر زاید سے زاید خود مجھپر پڑ رہا تہا - یہانتک کہ مین اپنی جسامت کی تبدیریج ترقی اور نمو کو بھی تمیز نہ کرسکتا تہا - کہ پارسال سے اس سال کتنا بڑہا - اور کیا سے کیا ہوا - قوت تمیزی مجھے اوبہارتی ضرور تھی - مگر وہ اپنی چیز تھی - اوسکا نقش بھی باطل ہو جاتا تہا میرے دونون ہمزاد ادراک و احساس میرے ساتھ ساتھ بڑے ہورہے تھے - لیکن مین اونکو بھی خاطر میں نہ لاتا - اور کیسے لاتا جب مین اپنے آپ کو نہ پہچان سکا تو دوسرون کو جانے میری بلا -

یہ زمانہ اگر اس سے زاید بھی طویل ہوتا - تب بھی مجھے پروا نہ تھی مگر خود بخود اوسکا خاتمہ ہوگیا - اور میری میعاد مین اتنے برس کم ہوگئے -

یہ بھی یاد رکھنا کہ جس ساعت سے مین اس قید مصیبت مین پہنسا ہون اوس

تمنا اور شوق کو جسکے لیے مین عالم ہو سے یہان بہیجا گیا تھا ایک دفعہ بھولے سے بھی یاد کیا ہو تو گنہگار۔

شعر

تغافلت کرد پائمالم چہ سان نگریم چرا نہ نالم
فراشیہائے رنگ حالم فرامشت بادمی نگارم

تمہارے ہی ہاتھ انصاف سے ہے کہ ایسے مقام کو کون لعنت نہ کریگا۔ جسکی ادنیٰ تاثیر یہ ہو کہ شرط کو بھول جائین۔ اور عہد کو بالائے طاق رکہدین اور اون دور از کار مساعی مین لہو پانی ایک کر دیا جائے جسکی ہر کامیابی سم قاتل اور جسکا ہر نتیجہ زہر ہلاہل ہو بڑے بڑے پرانے قیدی جو مجھے کام سکھاتے تھے۔ وہ بھی اس حصّہ میعاد تک بلکہ اکثر اسکے پار ہو جانے کے بعد بھی مدتون اپنے عہد وپیمان کو بھولے رہے تھے۔ مگر سبق کے زمانہ مین اونکو کچھ کچھ یاد آجاتا تھا۔ اور مجھے بھی ملامت کے طور پر اوسکو سنا دیتے تھے۔

مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنَ[۵۱] لیکن ایک لفظ بھی اونکا مین نے سنکے سمجھنے کی کوشش کی ہو تو قسم لے لو۔

بات یہ تھی کہ کبھی کبھی اوس پرانی بات کو اگر یاد دلاتے تھے تو منٹ مین کرور بار اس قیدخانۂ آفت کی خوبیان بگہارا کرتے تھے۔ کبھی مجھے اولوالعزمی کے افسانے سنائے جاتے تھے تو کبھی ترقی کی داستانین کبھی عالم اسباب کے نکتے ارشاد ہوتے اور کبھی ابنائے روزگار کے کارنامے دکھائے جاتے تھے۔ ا[illegible]

[۵۱] ترجمہ۔ نہین پیدا کیا ہمنے جن اور انسان کو مگر واسطے عبادت کرنے کے ۱۲۔

اور عروج اقبال کی یہہ حد معین تھی کہ اہل زمانہ کی نظر مین باعتبار ایک دنیا دار
اور حریص مالدار کے امتیاز حاصل کرو۔ یہانکی غیر مستقل اور ہیچکارہ متاع کا سد
کو جان سنکہ ایمان دیکے بھی لینا بلند نامی ہے اس وحشت افزا کارخانہ کے میلان
کے لیئے اپنے کو قابل ثابت کرنا۔ عین عقلمندی ہے۔ غرضکہ یہ اور سیکڑون ایسی
ہی دلفریب بلکہ آیلہ فریب باتین ہتین جنکے مقابلہ مین اوس عہد الست کا خیال
آنا غیر حکمت تھا۔ کہ

شعر

محرم عہد ازل کیست کند آگاہم
کہ درین نعکدہ از بہر چہ کار آمدہ ام

میرے ایک اوستاد قیدی نے جب یہ دیکھا کہ مین اوس عالم کے روح پر
در طلسمات کا ذرا بھی خیال نہین کرتا۔ اور یہان کے بے ثبات نقش میرے
دلپر جمتے جاتے ہین تو اونہون نے دانشمندی سے میرے معمولی کامون مین
ایک اور کام لگا دیا مجھے اس محنت جدید کی عادت نہ تھی گھبرایا اور دم دبا کے
پڑ بھاگنے لگا۔ مگر وہ میرے لئے فرشتۂ رحمت بنے اور تھپکیون سے کام لیا۔ ناچار
مین نے اوس اودہار کام کو بھی اپنے سر لیا۔ یعنی پانچوقت کی حاضری اپنے
اوپر فرض کرلی جو ایک خاص دربار مین ہوتی تھی۔

اودہار اسلئے مین کہتاہون کہ مولوی صاحب نے کہا تہا جب تم پھر وہان
پلٹ کے جاؤگے تو اسکی مزدوری ملجائیگی۔ اس قول کا مین کچھ بھی اعتبار نہ کرتا۔ مگر
مجھے بھولی بات کہین کہین سے یاد آگئی کہ جب وہان پکڑا گیا تہا اور ایک بازار

مین قرض سودا خریدا تھا تو مجھے کہدیا گیا تھا کہ بڑے قید خانہ سے تو عمل کا سکہ بھیجدیگا گو مولوی صاحب کی تقریر کے وقت میرے پاس وہ چیزین بہیئت کذائی موجود نہ تھین مگر مین نے سوچا کہ شاید قیدیونکے عام اصول کے موافق نزدات کی اشیا مدت حبس تک سرکار مین رکھہ لیجاتی ہین - اور بعد رہائی واپس دیجاتی ہین - اسی طرح میری چیزین مجھے دیجائینگی اور جو مزدوری مین وہان پاؤنگا اونکی قیمت مین ادا کردونگا - الغرض چودہ برس مینے اسی طرح اپنی قید کے کاٹ دیے -

شباب
یا
سن شعور

شعر

ذرا عشق ادہر دیکھے بھاے ہوئے	قدم او ستمگر سنبھالے ہوئے
نہ چلنا کہین وہ قیامت کی چال	کہ اٹھے شہید و نکے ہون پایمال

ہائے ان بے شعوروںکے ہاتھوں جینا دوبھر ہو گیا اب ہم اس آسمان کے تلے اور اس زمین کے اوپر نہین رہنے کے -

اس الٹوالسنی کی بھی کوئی حد ہے طوفان بے تمیزی کے جھونکے آنے لگے بحر بے شعوری موجین لینے لگا - غفلت نے کہ آہی پہونچی محویت نے دبا لیا خود پسندی نے خود فراموشی کا سبق پڑہایا - خود آرائی نے بیخودی کا جادو کیا - نشہ ہے کیف ہے جنون ہے سودا ہے وحشت ہے - شورش ہے - مگر ارشاد ہوتا ہے تو یہی کہ نام خدا

سیانے ہوئے۔ سن شعور کو پہونچ گئے۔ اب کسکا کسکا منہ بند کرون کس کس سے
لڑائی مول لون۔ کوئی نہین سنتا کوئی نہین مانتا۔

شعر

آدمی بے حس و بس ہین صورت موم گیا	شہر مین ہون یا الٰہی یا کسی جنگل مین ہون
کندہ ہائے ناتراشیدہ ہین ہم صحبت مرے	مین مغز ارغوانی ہون مگر تو بل مین ہون

ایسے سن شعور کو میرا دور ہی سے سلام ہے۔ اس سن شعور کی روداد یا اقتاد کسے سناؤن اس زمانہ تمیز کے داغ جگر اور خونابۂ دل کسے دکھاؤن۔ آہی گوش شنوا ایک نہین اور چشم بینا آنکھ مین گھس لگانیکو میسر نہین۔

تو جس سن شعور کے لئے مرے جاتے تھے اسکا ماتم کرو مین نوحہ سناتا ہون سر پیٹو گریبان پھاڑو اور مجھے پانی پی پی کے کوسو۔

شعر

آنچہ کلکم می نگارد محض حرف و صوت نیست	ہوش می باید کہ دریابد زبان بیدلے
چشم می باید کشودن سرمہ کردن آگہیست	نالہ کم دارد درائے کاروان بیدلے

ایک سنک سی اٹھی ہے۔ ابھی تو مدہم ہے۔ مگر دیکھا ہوگا چرخی مین جب آگ دیتے ہین تو ذرا تھمی تھمی رہتی ہے۔ تیز ہوئی کہ شورش کا کیا ٹھکانا۔

ابھی تو خون مین ایک ہلکی گردش ہوئی ہے پورا دورا ہو جانے دو پھر دکھا دینگے کہ اس بھاپ کی کیا طاقت ہے۔

آمد کا انداز ایسا بھی نہ دیکھا ہوگا دو کرور تو ہین سلامی کی پہلی ہین۔ یا چار کرور کچھ سنائی دیتا ہے نہ نظر آتا ہے۔ سارے عالم مین دھوم ہے کہ کسی کی

آمد ہے۔ لاٹ آئے بادشاہ آئے شہنشاہ آئے مگر یہ ہنگامہ ہوا نہ ہوگا۔ تمنے اندرسبھا
ہی مین آمد آمد کا بڑا شور سنا ہوگا دیو کی چیخین پریون کا گانا ساز ونکا اوتار
چڑہاؤ سب ولولہ انگیز باتین ہین۔ مگر یہان راجہ اندر جسکا غلام بے دام سلطان
ہفت کشور جسکا بندہ ناچیز آسمان کی بلندی اوسکے سامنے پست آفتاب کی شعاعین
پہیکی۔ چاند داغی چیز زمین اوسکا پا انداز ایسے شاہنشاہ خود پسند کی آمد مین جو کچھ
ہو تہوڑا ہے۔

آنا جانا کچھ نہین ہمین مٹانے خاک مین ملانے کے لئے اس زندان خراب
کا یہ بھی ایک کرشمہ ہے یہان کی آب وہوا کا اثر اسپر مترتب ہے کہ چودہ پندرہ
برس کی میعاد قید کے بعد تہوڑے دنون کے لئے دیوانہ بھی بننا چاہیئے کیونکہ
اسمین پاگل خانہ بھی موجود ہے جسمین خبطی اور دیوانون کا رہنا ضروری ہے اسلئے
ہمکو چند روز سودائی ہوجانا چاہیئے اسے لوسٹری ہو گئے۔

شباب جادوگر اس پاگل خانہ کا بڑا پر اثر اور صاحب اختیار اہلکار ہے آیا
اور ظالم نے طلسمی آئینہ دکہا دیا۔ بس اب ہم سڑی ہین۔ ہمین سودائی سمجھو اور ذرا
دامن و گریبان بچائے رہنا۔

سر مین چکر سا رہتا ہے۔ آنکھین کھلنے کو کھلی ہین مگر سوجہتا نہین دلکی حرکت
معمول سے کہین زیادہ ہے کہ پہلو مین پڑا اوچھل رہا ہے رگین فولادی تار ہوئی
جاتی ہین۔ ہر گھڑی بازؤن کی مچھلیان پھڑکتی ہین۔ سینہ ابھرا ہوا تو نہین مگر ہم
سمجھتے ہین چار اونگل اونچا ہوگیا ہے ذرا تناؤ تو دیکھئے اب اولٹے کے گرے
کراب گرے ہائین ؟ یہ ہیرا ہی سا یہ ہے۔ واللہ کتنا بانکپن ہے ٹوپی کی کجی

پر چھائین مین خود مجھ سے داد طلب ہے بال کیون جھٹکے جاتے ہین باد صبا کچھ عطر ہو گئی ہے ابھی کنگھی کی ہے اور پھر بکھیر دیتی ہے آئینہ ہاتھون کی مشق سے گھس کے بس جوہر ہی جوہر رہگیا۔ مگر سرمہ کا دنبالہ نہ بننا تھا نہ بنا پان کی سرخی مین پھیکا پن کیون ہے نری پیڑیان پڑین تو بہار ہو جائے یہ سبز رو ئین گالون پر خدا جانے کسے کسے زہر کھلوائین گے۔ گردن کی کجی ذرا موقع ہی سے رہے کوٹھے پر سے جھانکنے والے لوٹ نہ جائین تو ہمارا ذمہ لباس مین ایک نئی تراش نکالی ہے میان خلیفہ آستینون کی چستی اور چولی کی کھچاوٹ مین کہین کی نکر جانا نہین تو خون ہی پی لونگا۔ اچکن کی کلیان پنڈلیون تک بہولتی پھلتی رہین تو سبز گرنٹ کے چوڑی دار مین جان آئے۔ چوڑیون کی سلوٹین حسینون کی چین جبین پر پھبتیان کہین تو بھی بوٹ کے پیچھے کچھ اسطرح کھلے رہین گویا کنول لھرین لے رہا ہے۔ اصغر علی کی حنا کے سوا اگر کوئی عطر ملا ہو کفن کو لگے جونپور کا تیل نہ آئے تو بندہ کا دماغ ہی پھٹ جائے۔

اے ہے یہ بناؤ ہمتے خوب بگڑنے کے لئے کیا ہے آج تو سبق کو بھی نہین گئے کتاب دھری ہی رہی۔ مگر الف لیلہ اور گلزار نسیم ہاتھ سے رکھی ہو تو آنکھین پھوٹین۔ نماز کا وقت آگیا پڑھ لینگے ایک بازی اور سہی۔

رات کو چاندنی نے او بھار ا بسنت کی رت اور بہار کی آمد سودا چڑھا ہے۔ وحشت زورون پر ہے کوسون میدان مین نکل گئے قبرستان کے چبوترون پر بیٹھے ہین دوسی کی بھینی بو آ رہی ہے۔ گنج شہیدان مین نور برس رہا ہے ہم ہین اور ہمارے سے وارستہ مزاج بھی دو ایک۔ باتین ہین تو حسینون کی حکایتین ہین تو مہ جبینون کی

اتنا خیال رہے۔ شباب کی آمد مین جو دہوم دہام ہوئی تہی دنیا بہر مین کوئی
اوسکو خاطر مین نہ لایا اور لطف یہ کہ شباب نے بہی کسیکی طرف آنکھ اوٹھا کے نہ دیکھا
سیدہا حسینون کا محلہ تاکا اور انہین کا مہمان ہوگیا۔

اس جملہ معترضہ کو بیکار نہ سمجہنا اس جوان مرگ شباب کی بدعتین اگر سہہ گئے
تو یہی معصوم حسین ؟ اور کسی کی جوتی کو کیا پڑی رہے کہ ایسے خدائی خوار کو منہ لگا
ہان چونکوگے اسپر کہ حسینون کی کیا شامت تہی جو ایسے بدنام کو اپنے پاس
پہٹکنے دیا۔ مگر مین تمہین سمجہا دون۔

حسینون کی رب النوع یعنی **ملکہ حسنا خاتون** جب اوسی عالم ہو
سے اس جیلخانہ مین قیدیون کے بہلانے پہسلانے کو بہیجی گئی تہی اوسکی اوستانی
محبت بانو کا بیٹا شباب خانہ خراب چپکے ساتہہ ہولیا اور عین راستہ مین
حسنا خاتون سے ملا وہ اکیلی آرہی تہی عورت ذات اتنے دور دراز سفر مین مارے
ہولون کے پتہ پانی ہوا جاتا تہا ایسے ساتہی کو جو ہم سن بہی تہا اور بچپن سے ایک
جگہ پالا گیا تہا بہت غنیمت سمجہی اور اپنے ساتہہ لیتی آئی۔ آپ تو آئینہ دیکہنے لگی
اپنے کوئے کو آوارہ گرد چہوڑ دیا۔

اب ملکہ کے چیلے چاپڑ یعنی حسین ؟ شباب کو سر نہ چڑہائین تو جائین کہان یہی
علت ہوئی کہ ان پریزادون کے نام کو بٹہ لگانے کیلئے یہ ازل آورد سامان ہو گئے
مین اپنی کیا کہون سدا کا پژمردہ طبیعت ہمیشہ کا افسردہ دل شباب و پیری کے
زمانہ مین تمیز ہی نہوئی۔ ع

حیات بعد ہوئی پہلے انتقال ہوا

مگر میرے ایک رسیا آشفتہ مزاج دوست نے جو اسی جیلخانہ مین رہتے تھے
اسپنے شباب کا ذکر کیا تو میرے ہوش اوڑ گئے -

شعر

کار زلف تست مشک افشانی اما عاشقان
مصلحت را تہمتے بر آہوے چین کردہ اند

اونکا بیان ہے کہ اس ظالم شباب نے مجھے جو ناچ نچایا ہے خدا دشمن کو بھی نصیب
نہ کرے قسمین کہاتے تھے کہ برسون مین نے حسینون کی پرستش کی ہے سچ مچ پرستش
مہینون مین نے تارے گن گن کے صبح کردی خون میں رویا آگ مین نے اوگلی زہر
مین نے کہایا سر مین نے توڑا گلیون کی خاک مین نے چہانی - آدہی رات ادہر آدہی رات
اودہر اور مین ہون کسی کے کوٹھے کے نیچے پہرہ دے رہا ہون وہ لمبی تانے
سو رہے ہین مگر مین اس سہارے پر کھڑا ہون کہ آتے ہی ہونگے -

شعر

دماغ خاک نشینون کے عرش پر پہونچین
ذرا سا کوٹھے پہ جلوہ اگر کرے کوئی

رستے کی ساری کنکریان چن ڈالین کہ شاید وہ نکلین تو پچھنا ئین چڑیون سے
پیام کہتے کہتے تھک جاتا رونے پر آیا تو طوفان اوٹھا دیا - ذری اونکی نگاہ پھری
کہ کلیجہ مسوس لیا - ذرا اونہون نے مسکرا دیا اور مین نے سجدہ کیا آدہی بات پوچھ لی
کہ مین اسپنے کو طور پر سمجہا کہ اونہون نے وعدہ کیا اور تڑسے بند ٹوٹ گئے اونھون
نے خط کا جواب لکھا اور مینے وحی آسمانی خیال کی - اونھون نے ذرا کلیجہ مسوس کے

سسکی لی اور مین تڑاق سے گر پڑا۔ اونکی فرمائیش ہوئی نہین کہ مین آسمان کے تارے توڑنے کو لپکا نہین۔ وہ شکوہ کرنے بھی نہ پائے تھے کہ مین نے غلاف کعبہ تھام لیا۔ وہ وعدہ پر آئے اور مین ایک حرف بھی نہ کہہ سکا۔ وہ خلوت مین ملے اور مین سامنے بیٹھا رو دیا کیا وہ میرا آغوش شوق دیکھ کے جھجکے اور مین نے تارونکو گواہ عصمت بنایا وہ روٹھ کے اٹھے اور مین غش مین گرا غرضکہ مجھسا سڑی اور نہ ایسی سڑی نہ دیکھا ہوگا۔

	جنونم یک بیابان گردباد آوارگی دارد امامم قبلہ ام سرکردہ ام گم کردہ راہان را	

میرے دوست اپنے تجربہ کی ایک عجیب بات بیان کرتے تھے یعنی یہ بے موت مرنے والے عاشقی کے مدعی لس عجیب نسخہ ہین۔ معشوق پر جان دیتے ہین اور واقعی اونکے نزدیک جان کوئی چیز نہین۔ مگر صرف اتنے کے لئے کہ ہم مرینگے تو اونکو قلق ہوگا وہ روئینگے ہمارے جنازے پر آئینگے ہمارا سوگ کرینگے کمبخت عشاق کا مذہب ہی جدا ہے انکا قانون ہی الگ ہے معشوق کا خیر خواہ ان سے زیادہ کون ہوسکتا ہے۔ مگر معشوقون کا آرام چین راحت ایک آنکھ انکو نہین بہاتے ذرا وہ نکھرے سرمہ لگایا کنگھی کی دہانی دوپٹہ اوڑھا زیور پہنا اور یہ جلکے خاک ہوگئے۔ کیون۔ اسلئے ہم تو مر رہے ہین اونکو آرائیش سوجھی ہے۔ ہم پریشان ہین وہ زلفین سنوارتے ہین ہماری تو روتے روتے آنکھین پھوٹی جاتی ہین وہ کاجل کا دنبالہ کھینچکے اور دو چار خون مباح کئے لیتے ہین۔ ہمارے جیب و گریبان کی دھجیان اوڑرہی ہین۔ وہ پوشاک مین ایک اور تراش نکالتے ہین ہماری پیشانی

سجدہ آستان سے گھس گئی وہ دردسر کے بہانے جبین منور مین صندل لگا کے حسن افزائی کی ضمانت لیتے ہین اسی طرح معشوقون کی تمام آرایش و آرام ان جوانمرگ عشاق کی آنکھون مین کھٹکا کرتی ہے اونکے بال پریشان ہین کہ انکے حواس ٹھکانے ہوئے اونکے کپڑے میلے کچیلے ہین اور یہ جامہ مین نہین سماتے وہ آنکھین بے سرمہ ہین انکی آنکھون مین سرسون پھولی وہ افسردہ اور مضمحل ہوکے پڑرہے کہ ان کی جان مین جان آئی اونھون نے آہ کی اور یہ مسکرا دئے وہ بیچین ہوکے کوٹھے پر چلے آئے کہ ان کا دماغ آسمان پر پہونچا ایک نہین ہزار دامن لائینگے وہ روئے جاتین یہ آنسو پوچھنے مین نہین تھکتے اونھون نے کہدیا دل بیچین ہے جان عذاب مین ہی یہ سجدہ شکر بجا لائے وہ تمام زمانہ سے لڑائی کرلین یہ فتح کے نقارے بجائین اونہین بخار آئے اور یہ بستر مرگ سے اوچھل پڑین کہ ہمارے آزاد کا اثر ہوا اونکے جگر مین درد اوٹھے یہ خوش ہون کہ ہماری سینہ کی ٹیسین بیکار نہ گئین۔ اونکو اختلاج قلب ہو یہ اضطراب دل کا بدلہ سمجھین۔ وہ رات کو نہ سوئین یہ درازی شب ہجر کی دعائین مانگین۔ اسی طرح ان شباب زدہ عاشقون کے تمام مرنے جینے کا دار و مدار اسپر ہے کہ معشوق بھی اونکا ساتھ دے جائے میرے دوست نے یہ واقعات بڑی صراحت سے بیان کئے جو اپنی بیتی تھی مگر مین ایسی مٹی کا بنا ہوا پتلا ہون کہ بالکل حس تک نہوئی اور خاک بھی نہ سمجھا یہ بک کیا رہے ہین۔

میری اوقات یونہی گزر رہی ہے ہر رنگ کو میںنے اپنی شورشون کے ساتھہ سمو کے اس عمر کے ناقابل حساب زمانہ مین آزمایش تو کیا کہون مگر دن

کاٹنے کے واسطے اولٹ پلٹ کے دیکھ ڈالا۔ اگر مین اپنی بیکاریان اور دیوانگیان گنتے بیٹھون یہ کتاب ختم ہی نہ ہو اور دیکھنے والے ابھی اوکتا جائین۔ البتہ ایک حرکت میری قابل سننے کے ہے سنتے سنتے ہنستے ہنستے لوٹ جاؤ گے اور اسکے عوض مجھے پکے سڑی ہونیکا سارٹیفکٹ دیدو گے تو سنو۔

ہمارا سراپا

شعر

بہ صفحہ نقش خط و خال خویشتن نقاش
نکو کشید کہ آئینہ در صفت بلید بود

حسینون اور نامور لوگون کا سراپا لکھنے کا قدیم سے دستور ہے۔ لیکن اپنا سراپا خود ہی شاید کسی نے لکھا ہو میری نظر سے تو نہین گزرا میری دیوانگی دیکھئے کہ اپنا سراپا لکھتا ہون مگر نئے انداز کا مطلب یہ ہے کہ مجھے معلوم تو ہو میرے جسم مین کیا کیا تماشے ہین۔

جنون مین کسی بات کی تحریک ہونا ہی کافی ہے کہ وہ کام ہو کے رہیگا چنانچہ مین نے پہلے اپنا کاسۂ سر اوتارا+ اور پر کا ڈہکنا ہٹا اور ایک سفید سفید چیز شفاف جھلی مین لپٹی نظر آئی جسمین ہزارہا سرخ ڈورون کا جال بلکہ بیل بنی ہوئی تھی مگر اسقدر باریک کہ اگر خیالی خردبین ہوتی تو خاک بھی نہ سوجھتا۔ اس سفید چیز مین کچھ خانے خانے بھی بنے تھے اور سب پر ٹکٹ لگا ہوا تھا۔ حب جاہ۔ طمع زر۔ جہالت نکتہ چینی

+ لوگ کہینگے سراپا لکھتے ہو یا سرجری کرتے ہو۔ اچھا سراپا ہے۔ س ح

راستی - ندامت - خودپسندی - شجاعت - جبن - سخاوت - بخل - فکر - مسرت وغیرہ
وغیرہ بہت سے نام لکھے تھے - مجھے عجلت مین سب لفظ پڑھنا اچھیرن ہو گئے
اور مین نے اوس سفید لوتھڑے کو الٹنا پلٹنا شروع کیا - ایک طرف پہلو مین
سیاہ جھلی کا ایک چھوٹا گیند سا نظر آیا جسپر تاریک حرفون مین لکھا تھا
غرور مجھے اس اہتمام خاص کی کوئی وجہ نہ معلوم ہوئی - بجز اسکے کہ ایسی پلید
چیز سب سے علیحدہ ہی رکھی جائے تو بہتر ہے اس گیند کی سطح مین ایک سفید
بال دکھائی دیا جو ہیرے کی طرح چمک رہا تھا غور کرتا ہون تو وہ بال مجوف بھی
تھا - اور معلوم ہوا کہ اسمین ایک آتشی مادہ پگھلا ہوا بھرا ہے جسکی چمک سے آنکھین
خیرہ ہوئی جاتی ہین - یہ بال کی نلی بہت لمبی اور اوس روسیاہ گیند سے
گذرتی ہوئی جسم کے اسفل حصہ کو دوڑائی گئی تھی جسکا منتھی مجھے نہ معلوم
ہوا - مین نے کہا جلدی کیا ہے آخر مین سارے کارخانہ کو دیکھون ہی گا - اسکا
بھی پتہ ملجائیگا - ہان اتنا اور بھی معلوم ہوا کہ اوس نازک نلی مین جو چیز بھری
تھی اگر ذرا بھی تیزی کرکے گنبد مین سرایت کرجاتی ہے - گیند پانی پانی ہو جاتا
ہے ادہر وہ شعاع نیچے اوتری کہ پھر جیسا کا ویسا ہی ہو گیا - اس لوتھڑے
کے بیچ مین ایک محدب دائرہ نظر آیا جسپر ذرا نمایان قلم سے لکھا تھا عقل
اور معلوم ہوتا تھا جسقدر رخنے اوس مضغہ بین ہین سب سے ایک باریک
ڈورا نکل کے اس دائرہ مین پیوست ہو گیا ہے - گویا ٹیلیفون کے تار دوڑے
ہین مگر غرور کی گیند سے یہ تار کاٹ دیا گیا تھا اور پھر اوسکی اصلاح کسی نے
نہ کی عقل کے دائرہ پر ایک دہوان بھی معلوم ہوا - جسمین آتشین حرفون سے

غصّہ کا نامبارک لفظ دکھایا گیا تھا جسقدر یہ دھوان تھسیب ہو جاتا عقل کا دائرہ
دب جاتا اور سارے ٹیلیفون اپنے تارکو چھوڑ کے ادہر ادہر سمٹ جاتے
دماغ کو مین نے بند کر کے پیشانی کا خط تقدیر دیکھنا چاہا مگر وہ طلسمی خطوط خاک
سمجھ مین نہ آئے بڑی دقت نظر سے ایک شعر پڑھا گیا وہ یہ تھا۔

شعر

جام مین جمشید کے لکھا تہا یہہ کاسۂ سر ٹھوکرین بھی کھائیگا

اسکے ساتھ ہی سِیمَاهُمْ فِي وُجُوهِهِم مِّنْ أَثَرِ السُّجُودِ[۱] ۝ یاد آگیا اور
مین نے عزت کے ساتھ اوسکو اپنے حال پر چھوڑ دیا۔

کانون کے کھوکھلون مین کچھ بند ٹھہرا تھا زیادہ ٹھہرا نہ گیا اسیقدر معلوم
ہوا کہ وہ بے زبان گویندے ہین جو تمام زمانہ کی خبریت پہونچایا کرتے ہین مگر
اتنے سچے کہ گالی اور دعا نفرین اور تحسین سب بجنسہٖ پیش کر دیتے ہین ان دونون
مرد ہون کو مین نے یونہی چھوڑا اور ایک نشتر سے آنکھوں کو نکال لیا۔ سات پردے
ہر پردے حسینون کی صباحت اور ملاحت کا رنگ کاٹ کے بنایا گیا تھا۔ کسی مین
مروت رہتی تھی کسی مین شرم۔ عصمت۔ لذت وغیرہ ساتوین پردہ کی سیدہی پتلی کے
پاس حضرت شوق کا مسند تکیہ لگا ہوا تھا۔ دونون پتلیان حیا کی قندیل تھین کہ ذرا
قرار نہین۔ اور لحہ مین ہزار صورتین بدلین۔ بائین پتلی کے آخری حصّہ مین ایک
موہوم نقطہ بھی نظر آیا۔ لاحول ولا قوة یہ تو جسامت اوسمین بھی نقاشی

[۱] ترجمہ نشانیان خوشنودی کی بیچ چہرون اونکے کے ہین نشان سجدہ سے - پارہ ۲۶ - سورہ فتح۔

کی گئی تھی یعنی لکھا تھا - **بیحیائی** - مین نے منہ پھیر لیا کہ اسکو نہ دیکھون
مگر وہ ادہر بھی موجود چار و ناچار مین نے گھور کے غصہ مین دیکھا تو ایک
غبار اسکے گرد معلوم ہوا جو شرم کے پردہ سے اوٹھتا تھا اور اس نقطہ کو چھپاتا
تھا تاہم بیحیائی پھونک پھونک کے اسے اوڑا دیتی تھی -

پتلیان چونکہ بالکل متحرک نہین کچھ نہ سوجھا کاہے کی ہین مگر پردہ نشینون
سہیلیون کی چغلخوری ان دونون کے سپرد تھی -

ناک کی نسبت کوئی لفظ نہین ملتا اور مشہور لفظ لکھتے مجھے شرم آتی ہے
اپنی ناک کسے عزیز نہ ہوگی تاہم مین نے چپکے سے اس موم کی چیز کو اوتارا
کثافت بہنے کے پرنالے کو دیکھئے اور مشک و عنبر کی بو اور پہولون کی مہک کو
ملاحظہ فرمائے یہ زبردستی نہین تو کیا ہے - ان کا دماغ اسلئے نہ ماننا تھا کہ زندگی
کی ضمانت آپ ہی نے کی ہے کوئی ذرا چھیڑے کہ نتھنون مین دم آجائے
سعدی کا فقرہ آپ کو حفظ ہے باقی خیریت "ہر نفسے کہ فرو میرود ممد حیات
است وچون برمی آید مفرح ذات"

ہونٹھ یون بھی چبایا کرتا ہون کاٹنے کی کیا ضرورت معلوم ہے کہ زبان
کے یہہ دو نون سکرٹری ہین - دانتون کو اوکھاڑنے مین اسلئے پس و پیش
ہوا کہ مجھسا بندہ شکم پھر کہانا کیونکر کہائیگا -

دانتون کے چہرہ مین دو انگل کا ایک ٹکڑا نظر آیا ملکہ **زبانیہ** آپکا
نام ہے - الٰہی بچانا اس سے بس کی گانٹھ تیتا مرچ زبانہ آتش مگر مین اسکا
دشمن پہلے ہی سے تہا چوٹی پکڑ کے کھینچ لایا بہت چیخی چلائی خوشامد بھی کی

گالیان دین دہائی تہائی سب کچھ مچائی مگر مین نے نہ مانا۔ دیکھا تو ایک مستطیل پارچہ مین لاکھون کرورون لفظ لکھے ہوے ہین اور کسی سے آب حیات ٹپکتا ہے تو کسی سے سم ہلاہل زبان کی کشمکش مین ایک سڑک مجھے ملگئی جو اور مقامات پر جاتی تہی مین اودہر ہی سے بڑہا۔ اور سپاٹ میدان مین پہونچا۔ اوپر سے تو ہموار تہا مگر کھود کے جو دیکھا تو بڑے بڑے خزانہ اوگل دئے صندوق سینہ اس مقام کا نام ہے قابل ذکر صرف ایک چیز ہے او سیکے اہالی موالی سب تھے۔ یہہ تماشا دیکھہ کے مین بھی چکرا گیا یعنی بائین پہلو مین ایک صاحب ننگے برہنہ گردن گردن خون مین ڈوبے ہوئے جہولا جہول رہے ہین اور اسپر بھی پنکھا برابر چلا جاتا ہے۔ دم بھر اگر پنکھا رک جائے تو آپکا مزاج ہی نہ ملے۔

مین نے کتابون مین آپکی تصویر دیکھی تہی فوراً پہچان گیا۔ اور لپک کے سلام کے بعد عرض کیا۔ حضرت **دل** آپ ہی کا اسم مبارک ہے۔ ارشاد ہوا اسی ناچیز کو دل کہتے ہین۔

شعر

ازل سے گرفتار پیدا ہوا ہے
عجب دل مزے دار پیدا ہوا ہے

اب میری اور اوسکی دو دو باتین سننے کی ہین۔

مین۔ تعریف تو سنی تہی۔ مگر زیارت آج ہی نصیب ہوئی بڑا اشتیاق تہا

دل۔ جی ہان نام بڑا درشن تہوڑے۔

مین - ایسا تو نفرمائے آپکے تو بڑے چرچے ہین -

دل - ہان بیدلون نے بانس پر چڑھا رکھا ہے

مین - اسی حصت نہین - اہل دل نے -

دل - کیا آپکی مراد شاعرون سے ہے -

مین - اگر ہو بھی -

دل - جہوٹون پر خدا کی مار -

مین - اور پھر سنوار کسپر -

دل - دلدار جفا کار پر

مین - معقول ؟ آخر اپنی اوقات پر گئے ۱۲

دل - اور نہین کیا تمہارا نام لون -

اب مجھے غصہ آگیا -

مین - تو کیا تم میرے نہین ہو

دل - ابھی کیا ہے ذرا دہوپ چڑہنے دو -

مین - یہ کیون -

دل - ابخرات تیز ہو جائین تو ذرا سیر ہو -

مین - یہ مجھے میری سمجھ مین نہین آتے - تم بتاؤ میرا دل ہے کہ نہین -

دل - اور جناب دے جو چکے -

مین - کسکو -

دل - دلبر کو

مین - دیا ہو نہ کہین

دل - دہرا ہو نہ کہین

اسبات پر مجھے زیادہ غصہ آگیا اور ایک خنجر رسید کیا کہ دو ٹکڑے الہ العالمین تیری پناہ ہزار اسرار لاکھ نکتے کرور لطیفے تمام محسوسات کل ادراکات اور ساری کائنات آنکھون کے سامنے تھی قلب صنوبری کی ماہیت صرف کتابون مین دیکھی تھی آج برائے العین مشاہدہ کا اتفاق ہوا اور معلوم نہین مین نے کیا دیکھا۔

شعر

	کعبہ بنگاہ خلیل آذر است دل گذرگاہ جلیل اکبر است	

وہ باریک آتشی نلی جو غرور کے گیند مین دیکھی تھی اوسکا منتہی یہان پایا ایک غورہی سی میلی میلی جہلی کے کنارے پر وہ نلی لگی تھی اوسپر لکھا تھا **احتیاج** مین اوچھل پڑا کہ ہان اسی سے غرور کی کنی دبتی ہے اور ذرا سی تیزی مین پانی ہو جاتا ہے معلوم ہوتا ہے احتیاج کا نرخ غرور سے گران ہے چونکہ دل کو بادشاہی کے خواب پریشان نظر آیا کرتے ہین اسلئے پادشاہ سرخ پوش اپنا نام رکھا ہے۔ اسکے دونون طرف دو وزیر بھی موجود تھے دستوری یمین کا نام سلطنتہ الملک جسکو امور داخلیہ کا انتظام سپرد ہے اور دستور یسار آمارۃ الدولہ جو معاملات خارجیہ کا مدار المہام ہے ان مین بلا کی عداوت اور ضد ہے

کہ ایک دوسرے کے لہو کا پیاسا ہو رہا ہے دونون کے طرفدار چمکا چمکا کے
لڑواتے ہین اور خون خرابے ہو جاتے ہین۔ بادشاہ کو بھی اِن کی لڑائی
مین مزہ آتا ہے۔ اکثر خود ہی لڑوا دیتا ہے اور اسطرح کی گھسان لڑائی ہوتی
ہے کہ ساری سلطنت مین برہمی پیدا ہو جاتی ہے مشکل یہ ہے کہ دو ٹوک
فیصلہ نہین ہونے پاتا۔ فتح و شکست دونون طرف برابر برابر رہا کرتی ہے
وجہ یہ ہے کہ انکی لڑائی سے جب زیادہ خرابیان پیدا ہو جاتی ہین۔ اور دونون
میدان سے ہٹنے کا نام نہین لیتے اوسوقت ایک بزرگ جو شاہی دربار مین
بھی عزت کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہین اور یہ دونون جنگجو بھی اونکا ادب
کرتے ہین بیچ مین پڑکے دونون کو علیحدہ کرا دیتے ہین اور اشتہار جنگ
پھاڑ ڈالتے ہین اونکا اسم مبارک مولانا **لوآمہ** ہے۔ چند روز تک کچھ امن
رہتا ہے پھر وہی خونریزی زور آزمائی شروع ہو جاتی ہے بادشاہ کا بھی حکم
ہے کہ آخری فیصلہ نہونے پائے یونہی لڑا کرین اور جب میدان داری کو
طول ہو جائے مولانا صاحب بیچ بچاؤ کر دیا کرین تمام رعیت اِن روز کی خانہ
جنگیون سے تباہ ہو گئی ملک مین گدڑ کا ہل چل رہا ہے مگر بادشاہی نہ کچھ
انتظام کرتا ہے نہ اِن خونخوارون کو شرم آتی ہے بڑی مشکل یہ ہے کہ خاندانی
اعتبار سے مطمئنۃ الملک ملکہ عرش آستانی کا بیٹا ہے وہ اپنے اعزاز علوی
کی وجہ سے دبکے نہ صلح کرنا چاہتا ہے نہ زیر ہی ہوتا ہے اسیطرح امارۃ الدولہ
وزیر دوم دنیا کے عجوزہ دیوانی کا نواسہ ہے۔ یہ اپنی بہمیت اور دیوزادی
کے گھمنڈ مین اسقدر مست ہو رہا ہے کہ صلح و آشتی تو در کنار ہر وقت چاہتا ہے

اوس عالی جاہ وزیر کو ذبح کر کے اوسکی صدارت پہ چہین لون اور مین وزیر اعظم ہو جاون۔

مولانا لوّامہ درپردہ دستور اعظم کے ہوا خواہ ہین مگر مصلحت وقت کے اقتضا سے اوس سرکش اور خود فراموش وزیر دوم کی خاطر داری بہی کرتے ہین اب دو نو طرف کے حمایتی بہی تہک گئے ہین مگر صلح ہونا وہ بہی نہین چاہتے۔ بلکہ اپنے اپنے آقا کی خیر مناتے ہین اور باہم یہ عہد ہو گیا ہے کہ ان دونون سرداروں مین جو بازی لیجاے سب اوسیکے مطیع ہو جائین۔ اس انتظار مین برسین گذر گئین مگر نتیجہ کی امید آج ہی نہ کل۔

چونکہ بادشاہ سرخ پوش ایک بڑے خاقان اعظم کا خراج گزار ہے اوس سرکار شاہنشاہی سے ان دونون نامورون اور نیز مولانا کو جو خطابات ملے ہین اوسکو ہم نقشہ ذیل مین دکہلاتے ہین۔

نام	خطاب	سند کے الفاظ
لوّامہ	صلح کل	وَلَآ اُقْسِمُ بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَةِ ۔ ¹
مطمئنہ	خیر	يٰٓاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ۝ ارْجِعِىٓ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ۝ ²
امّارہ	شر	اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌۢ بِالسُّوْٓءِ ۔ ³

¹ ترجمہ - اور قسم کہاتا ہون جی کی جو اولاہنا دیتا ہے پارہ (۲۹) سورہ قیامۃ

² ترجمہ - ای جی چین پکڑ پہر چل اپنے رب کی طرف تو اوس سے راضی وہ تجہسے راضی - پارہ (۳۰) والفجر

³ ترجمہ - جی تو سکہلاتا ہے برائی - پارہ (۱۳) سورہ یوسف۔

دنکو مین نے اوسی طرح بغلی قبر مین دفن کردیا۔ اور بڑہ کے ہاتہون کو توڑا مروڑا اونکی حالت سبکو معلوم ہے بیل کو دو سینگ دئیے گئے ہین اور ہمکو دو ہاتہہ تاکہ حفاظت خود اختیاری کرسکین۔ اصل آہنی سے زیادہ کام لینا حضرت انسان کی زبردستی۔

پیٹھہ کا تختہ اوٹھاتا ہون تو ساری ہڈیان چور چور تمام عضلات درہم برہم کل پٹھے پارہ پارہ گویا کسی نے سڑک کوٹنے کا رول پہیر دیا ہے یا پہاڑ پھٹ پڑا ہے غور سے معلوم ہوا کہ میرے گناہون کے بوجہہ نے یہ گت بنادی ہے پیٹ کو ٹٹولا بہت مگر تہاہ ہی نہ ملی۔ آنتون کی رسیان دیکھہ کے ہنسی آگئی معدہ کی ترکیب اور اوس کی خارداریشین سے حیرت ہوئی کوئی کیسے یقین کرسکتا ہے کہ سخت چنا اور یہ نرم خار پیس کے آٹا کردین۔ مگر ایک گرم بہاپ تیزاب کی بجہی ہوئی اُن کانٹون کو بہت سہارا دیتی ہے جس سے اس چہوٹی سی کان نمک مین دنیا بھر کی اُلا بَلا غائب ہوجاتی ہے مین نے چاہا کہ اوس بکہیڑے کو بالکل ہی پاک کردون تاکہ دنیا کے ناہون کا کنونڈا نہونا پڑے مگر وہ آپ ہی آپ جڑ جڑا کے پھر ویسا ہی ہوگیا۔

رانون کو چیرتا ہون تو اضطراب اور بے صبری کو پارہ کے ساتہہ حل کرکے بہر دیا ہے۔ اسلئے پنڈلیون مین جو استقلال اور ثبات کا مغز بہرا ہوا تہا اس ترکیبی پارے سے پگہل جاتا ہے۔ اور پاؤن اوکھڑ جاتے ہین۔

شعر

قدم فرسودہ شد سر منزل دنیا نشد پیدا	گزشتم زین بیابان بلا تا ننگ گردیدم

اس تمام دردسر مین اوس جوہر لطیف کا کہین پتہ نہ لگا جسکے بل پر یہ کارخانہ چل رہا ہے ہرچند مین نے خیالی خوردبین سے اوسکو ڈہونڈہا مگر مطلق کامیابی نہوئی فلاسفہ اور متکلمین کے عقلی اور نظری مباحثے دماغ مین سماے ہوئے تھے اوسکی روشنی بھی مین نے ڈالی اور اوس لطیف چیز کو ڈہونڈہنے لگا دفعتاً ایک تازیانہ پڑا کہ جہجک گیا اور توبہ کر کے آنکھین بند کرلین وَيَسْئَلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي[۱]

خود فروشی

تجلیہاست حق را در نقاب ذات انسانی
شہود غیب اگر خواہی وجوب اینجا است امکانی

اٹھارہ برس مین نے یونہی کاٹے ایک دن بیٹھے بیٹھے سودے کا جوش سا سمجھو یا کسی نامعلوم قوت کا اثر۔

میرے دل مین آیا چلو اپنے کو بیچین دیکھین ہماری قیمت بھی کچھ آتی ہے اور کوئی ایسا بھی بندہ خدا ہے کہ میرا گاہک ہو سکے۔ خریدار کی تلاش اور کھرے داموں کی ہوس ان ہونی بات تو نہین ہے مگر پھر بھی مجھ جیسے سیہ کار تیرہ روزگار کے لئے قریب بہ محال ضرور تھی۔

پہلے تو قریب قریب نظر آگئی ایک آدہ خریدار آنکھوں مین جچا بھی مگر میری کج طبعی کا کیا ٹھکانا۔ جو نقش جمتا نظر آیا مین نے اوسے خود ہی مٹا ڈالا۔

[۱] ترجمہ اور سوال کرتے ہین تجہہ سے روح کو۔ کہدے روح حکم ہے میرے رب کا۔

شعر

ما بہ برہان و خبر پیرو ترسا نشویم
تا رخ بت نہ پرستیم شکیبا نشویم

معاملہ بنے تو کیونکر مین دام مانگون کھرے خریدار ہو اپنی شان مین اکیلا اور جنس دیکھو تو کاسد ناکارہ ان الجھنون کو کوئی میرے دل سے پوچھے اگر میری قید کا زمانہ بھی کچھ زاید گزرا ہوتا اور ہس شباب خانہ خراب کی حدود سے نکل چکا ہوتا تب بھی ایک بات تھی کہ اونے پونے اپنی قیمت پاکے جیسے ویسے خریدار کے گلے منڈہ جاتا طبیعت پائی براق اور ہٹیلی جوہر کا پتہ تک نہین بلکہ عرض سے بھی کورا اور ضد یہ کہ کھوٹے دام نہ آئین اس چکر مین مجھے بہت کاوش اوٹھانی پڑی۔ مگر باوجود ہزارہا مایوسیون اور ناکامیون کے مین اپنے سودائے خام مین پختہ ہی ہوتا جاتا تھا ہفتے بلکہ مہینے گذر گئے اور کوئی چول نہ بیٹھی میرے قابو کی بات صرف میری ضد تھی اوسکو پورا کرنے مین تو مجھے پس و پیش نہ تھا اوسکے سوا سب پر لاچاری تھی اور اسدرجہ لاچاری کہ میرے ساتھی بھی اوسمین کچھہ مدد نہ دیسکے۔

یہ نہ سمجھنا کہ خودفروشی کی دھن مین مجھے اپنے ناشدنی دلکی امنگون مین کچھہ تخفیف کردینا پڑی۔ اسے تو بہ وہ اپنی سینہ زوریان برابر دکہاتا رہا اور بڑے بانکپن کے ساتھہ اوس مہر و وفا کے سمندر مین ڈبکیان کہاتا رہا جسمین آغاز بے شعوری سے مین کود پڑا تھا۔ تم سمجھے مین کرہی کیا رہا ہون۔ اجتماع ضدین کے مسلم الثبوت مسئلہ محال کی مضبوط زنجیرون کو تار تار کرنا چاہا ہے۔ قصد ہے کہ اپنی شوریدہ

سری کے ساتھہ ساتھہ اوس ازلی مرحلہ کو بھی سطے کرتا جاؤن جسکے لئے یہ قید

مصیبت برداشت کی ہے۔ اتنا خیال رہے کہ اس بے جوڑ معاملہ مین مجھے کسی

دوست آشنا کا شرمندہ ہونا پڑا اور مین نے اکیلے یہ مہم اپنے سرلی۔

البتہ جس پہلو سے مین نے اسکو اختیار کیا تہا یا جن وسایل سے مین نے اپنی

کامیابی کی راہ نکالی اوسمین پہلی غلطی یہ کی کہ صرف دلکی ایک مجنونانہ بات مان کے

مین بڑھ چلا۔ یہ قاعدہ ہے کہ اصول کی پہلی اور چھوٹی لغزش ہمیشہ غلطیون کا انبار

لگا دیتی ہے اسوجہ سے مجھے پیا پی ناکامیان ہوتی گئین مگر نہ تھکنا تہا نہ تھکا ایک

کے بعد دوسری اور تیسری یونہی مسلسل سرگرمی کے ساتھہ مین اپنے گاہک

کی تلاش مین سرگردان رہا

شعر

	بیدلیم ما یم دلیل امتحانِ سینۂ غش است نیستم قلب آشنا از بس گدازم کردہ اند	

دنیا مین جسے مین ابتک جیلخانہ کہہ رہا ہون ہر چیز کی انتہا ہے اور ہر جویندہ

یابندہ سمجہا گیا ہے میری بھی یہی حالت ہوئی کہ آخر جب تھکنے کے قریب ہوگیا اور

یقین تہا کہ اب ٹھوکر کہاؤن کہ میرے خضر نے راستہ بتا دیا اور ایسا راستہ کہ مین نے

بھر پایا۔

شعر

	بعد از ہزار سعی و ثواب مجاہدت ز نار راہب و بت ترسا بمار سید	

اللہ اللہ گاہک بھی وہ گاہک کہ سچ مچ لاکھون مین انتخاب میرے جیسے

ہزار ہا جنس ناکارہ اوس سرکار مین خریدی گئین اور کیمیا ہو گئین دام پورے چھوڑ سوا سے پائے -

مین نے بیع منعقد کی ایجاب و قبول نقد و نسیہ کے سارے مرحلے طے ہو گئے اور نین گھونٹ شربت پر مین نے اپنے کو سے حیثیت وسیل بیڑا الافرمان شفاعت لیکے مین چلتا ہوا تم اوسے شجرہ سمجھو -

بات پوری ہو گئی اور مجھے جو ہول تھا جاتا رہا مگر میرے نامہربان دوست حضرت دل نے اور بھی پاؤن پھیلائے جانتے ہو کہ بے سہارے تو یہ نامراد زمین آسمان سر پر اوٹھائے تھا اب حمایتی کے بھروسے پر کیونہ جھکانے مین کیون کمی کرتا مجھے مبارکباد دیکے کہتا ہے - مگر طنز سے -

شعر

مژدہ اسے دیدۂ مشتاق تحیر آغوش
کہ عجب سرمۂ نیرنگ کشیدی یکبار
یعنی از یک مژہ واکردن شوقت گل کرد
دو جہان عشرت آغوش حصول دیدار

ہوا سے شعر

صد بیابان بکف از خویش رمیدن دارم
صد پریخانہ بیک رنگ پریدن دارم

یہ دن رات یونہی گذر رہے ہین - سورج نکلتا ہے اور ڈوب جاتا ہے رات

آتی ہے اور پھر تڑکا ہو جاتا ہے۔ مجھے ذرا بھی معلوم نہین کیا ہو رہا ہے یا مین
کیا کر رہا ہون میعاد قید سوتے جاگتے کٹ رہی ہے اور وقت ہے کہ ہاتھون سے
نکلا جاتا ہے مجھے اتنی فرصت کہان کہ وقت کے معنی سمجھون۔ میان جی نے جو کچھ پڑہایا
تہا مین نے پڑہ تو لیا لیکن سمجھے میری بلا۔

دماغ مین جو سنسناہٹ تہی اوسکی حالت ذرا تھم گئی تھی۔ سوجہتا تو اب بھی نہ تہا
مگر جو کالا پیلا سامنے آجاتا ذرا سکے ذرا قیام پذیر ہونے لگا ورنہ پہلے یہ دن کب
نصیب ہوا تہا کہ مین اس گردش فلکی کو اپنے سر کے چکرون کے سامنے دہیان
مین بہی لاؤن۔

یہ کیفیت مجھے پسند ہو یا نہو مگر ایک تہوڑا سا میلان طبعی استقراری ہو چلا۔ لیکن
آفت یہ ہوئی کہ اب میری قدیم کال کوٹھری جسمین اتنا بڑا ہوا تہا میرے حوصلہ اور معلومات
کی وسعت کو کافی نہ تھی۔ جی گدگدایا کہ اس وسیع قید خانہ کو ذرا بڑہ کے دیکھون کہ
اسمین اور کیا کیا ہے۔

حقایق اشیا اور صنایع موجودات کے دریافت کرنے کا خاتمہ مولویصاحب نے
اس ایک شعر سعدی پر کر دیا تہا۔

شعر

برگ درختان سبز در نظر ہوشیار ہر ورقے دفتریست معرفت کردگار

اسلیے یہ دعوی ہی نہین کر سکتا کہ مین اس عالم کی نیرنگیان دیکھنے کا شایق تھا
بلکہ اوسکا خیال بھی میرے استعداد بالفعل سے خارج تہا اس حساب سے یہ تحریک تماشا

صرف ایک بےمعنی بات تھی جو انسانی طبایع کا معمولی خاصتہ ہے۔

بارہویں تیرہویں سال سے یون ہی مین قیدیون کی آنکھ بچا کے دو چار دس پانچ کوس نکل جاتا۔ مگر ناتجربہ کاری اور طبعی کمزوری کی بدولت جلد جلد پلٹ آتا خوف یہ تھا کہ وہ قیدی جو میرے پہلے دن آنے مین باوجود میرے رونے کے ہنستے تھے اور مجھے ہاتھون ہاتھ لئے پھرتے تھے کہین اس میری غیر حاضری سے دلگیر نہون یہ ایک فطرتی بات تھی ورنہ بھاگ نکلتا تو مجھے روکنے والا ہی کون تھا۔

اب وہ اڑین اور روکین بھی خود بخود کچھ دہیمی اور آسان سی ہو گئی تھین اسلئے میرے حوصلے کو قوت ہوئی۔ اور مین اپنے ساتھیون سے کبھی کبھی اپنے شوق کو ظاہر کرنے لگا۔

بڑی وجہ تحریک یہ ہوئی کہ میرا سرپرست جو اس دنیا مین مجھ سے بہت برسون پہلے آیا تھا اور ایمان کی یہ ہے کہ محبت کے ساتھ مین اوسکا ادب کرتا تھا وہ خود ہی مجھ سے پہلے دور دراز مقام پر اپنی ضرورتونکے لئے چلا گیا تھا اب جن لوگون کے زیر حفاظت مین رکھا گیا تھا اون مین بعض یہان کی اصطلاح مین مر گئے مگر دراصل وہ اپنی میعاد پوری کر کے عدم آباد مین جا بسے تھے اور بعض کی خلقی کمزوری کو مین کچھ مال نہ سمجھا بھرحال ایسے اسباب پیش آگئے کہ میری تکمیل شوق کے لئے خاصی وجہ تحریک تھی مین نے اپنے ارادے کو روز بروز مضبوط کرتا شروع کیا اور ایک دن اوس اوڑن کھٹولے پر سوار ہو کے جسکو جیلخانہ کے کاریگر قیدیون نے بنایا تھا چل دیا میرے چلنے کے وقت بڑی دہوم مچی اور خدا جانے مین نے کسے کسے رُلا رُلا اور تڑپا تڑپا کے چھوڑا۔

شعر

انجم زار مسافر ہے سوئے ملک ....
خون رلوائیگی کس کسکو یہ غربت میری

تبدیل مقام کے ساتھہ ہی تبدیل حالت کی ضرورت ہوئی - اور تہوڑی سی مشق مین جبرًا مین نے اپنے کو اوس نئے مقام کے قابل بنا لیا - فطرتی وارفتگی اور دبی اولجہن کی بدولت مجھے یہان بہی چین تو ملا نہین - مگر عادت سی ہوگئی تہی مین نے سب کامون مین ایک کام یہ بہی بڑہا لیا کہ خواہ مخواہ بے چین رہا کرون -

نئے مقام کی تاثیر وحشت کچھ دنون کسی خاص کام پر متوجہ نہین ہونے دیتی تہی مگر خوش قسمتی سے ایک کتب خانہ ملگیا جسکی بدولت اتنا بیکار وقت ہی نہ ملتا تہا کہ وحشت کی خاطر مدارات مین کچھ زیادہ انہماک کرنا پڑے تاہم موانست اور دلچسپی کا کوسون پتہ نہ تہا اور ابنائے روزگار سے تو مین وحشی کیطرح بہاگتا تہا - دنیا مین رہ کے یہ وتیرے نہین پہبتے - لیکن تم انصاف کو تو خدا کے لئے نہ چھوڑو گے اور مجھے الزام دینے سے پہلے کسی اور کو الزام دے لوگے -

شعر

در کوئے نیکنامی مارا گذر ندادند
گر تو نمی پسندی تغیر کن قضا را

اس سفر مین مجھے دنیا کی وسعت اور عظمت کا ابتدائی سبق پڑہایا گیا - اور معلوم ہونے لگا کہ اس بے ثبات کارخانہ مین بہی بلا کی چہل پہل ہے اسمین شک نہین کہ میری غافکاری اور بے خبری ہر رنگ کو تعجب کے ساتھہ دیکہتی تہی اور چونکہ مین مبتدی تہا

اس گور کہد ہندسے کے دلکش سمان کو میری طبیعت قبول کر لینے میں بڑی تیزی دکھانے لگی۔ میں نے جہانتک اپنے ساتھی اور آگ کی مشورت سے اس تماشے کو دیکھا اوسکا نقش اسقدر باطل نہ تھا جتنا میری خود سرانہ سیر بازی کا اس حالت میں جتنے کرشمے میرے سامنے ہورہے تھے میرے تعجب میں کمی پیدا کرتے تھے۔ اور گویا میں خوگر بنایا جاتا تھا اب وہ بھڑک کا ہیکو رہی تھی۔ جو پہلے پھل تھی۔ مگر پھر بھی میں نیا نویلا پھسا تھا کہانتک دہشت نہ ہولی ایک بات سمجھ میں نہ آئی۔ کہ آخر اس وحشت کے ساتھ پھر وہ کونسی قوت ہے جو مجھے اس نمایشی گھر وندے کی سیر سے سیر نہیں ہونے دیتی۔

جسقدر ادہر محویت اور میلان زیادہ ہوتا تھا سب کے رو عہد و پیمان اور ارادے جو جیلخانہ میں آنے سے پہلے تھے گویا بالکل سہو محو ہوتے جاتے تھے۔ بعض جو خواب سے یاد رہے اونکی میں پروا تک نہ کرتا تھا۔ بخصوص اب تو مجھے ان بے شمار کرشموں کے دیکھنے کے بعد ایک اور ہی دھن سمائی جسکی ذلت اور نفرت پر رونا آتا ہے۔ اور خون کے آنسو بہتے ہیں۔

شعر

نا میست سے بے نشان کہ تا ان فخر می کنند
این اسمی کہ شہرت عنقا گرفتہ است

غلامی

برگران باری من رحم کن اسے سیل فنا
کہ من این بارہ بہ امید تو بر داشتہ ام

نوکری کو خواہ وزارت ہی کیون نہو مین ہمیشہ غلامی کہونگا - آہ اسی غلامی کی دہن اب مجہے سمائی -

میرے بچپن ہی مین خدا جانے کس ادا پر ایک ملکہ مجہپر عاشق ہو گئی تہی مگر نادانی سے مجہے یہ بہی خبر نہ تہی کہ عشق و محبت کیا چیز ہے - شباب مین ایسے جذبات کی تمیز ہو سکتی تہی - مگر مین اور ہی جنون مین مبتلا تہا - اور چند روز کے بعد ایک خاص میلان کیوجہ سے اس ملکہ کیطرف میرا خیال بہی نہ گیا -

اسکا نام **آزادی خانم** تہا اسکے خاندان کا پتہ مجہے نہین معلوم لیکن اتنا جانتا ہون کہ اس شہزادی کا اثر جبار سے جبار بادشاہون سے بڑہا ہوا تہا - جس زمانہ مین یہ مجہہ پر مرتی تہی ہائے میری کمبختی کہ مین اسے آنکہہ اوٹہا کے نہ دیکہتا - اس شیدائی کی محبت کا کیا ٹہکانا جسوقت سے مجہہ پر فریفتہ ہوئی جوگن بنکے میرے ساتہہ ہولی - سوتے جاگتے ہر حال مین یہ باوفا جان نثار شہزادی میرے ساتہہ تہی سایہ کے ہمراہی ضرب المثل ہے مگر اندہیرے مین تو اوسنے بہی ہمکو نہ تہوکا - یا دش بخیر یہ مرحومہ آزادی خاتون البتہ مجہسے ایکدم جدا نہوئی - مین تو جانتا تہا کہ یہہ مجہپر فدا ہے - پہر میرے استغنا اور رکہائی کا کیا ٹہکانا اور مین کچہہ نیا نہ تہا سب جانتے ہین کہ جسے کوئی چاہنے لگا پہر وہ زمین زمین تو چلتا نہین میری حالت سب سے زیادہ ہی سمجہو - مجہے مشق ستم کا انداز معلوم ہو گیا تہا اور حسینون کی بدولت مین اچہا ماہر اس فن کا تہا اور جتنے عاشق پیشہ لوگ ہین سبہی معشوقانہ چلن سیکہہ جاتے ہین عاشقون مین تو بلا کے انداز معشوقانہ ہوتے ہین اس مرحوم گروہ کو کچہہ اسطرح اسمین ملکہ حاصل ہوتا ہے کہ حسینون سے بہی نہ بن پڑے -

شعر

رنگے از شوخی ندارم حیرت آئینہ ام
این قدر ہا گلرخان تعلیم نازم کردہ اند

اتنی ہی بات تھی کہ میں اپنی ملکہ پر ہر قسم کے جفا و جور کرنے میں کبھی نہیں چوکا اور نہ وہ اوسکی برداشت کرنے میں تھکی۔

شعر

ہمت سے اور ناز اوٹھانے کی آرزو
باقی تھی گو کہ ضعف سے جینا ہی بار تھا

اسپر تعجب نہ کرنا چاہیئے کہ میں نے ایسے چاہنے والیکی قدر نہ کی۔ ہان نہیں کی اسکا خمیازہ اوٹھانے کو تیار تو کیا تھا مگر مقدر ضرور ہو چکا تھا۔
بارے اس پریزاد حیا پرور وفا شعار کے ساتھ میرا طرز عمل اسقدر بگڑا کہ میں اوسکی صورت سے بیزار ہو گیا اور اوسکی خونگرمئی محبت نے یہہ رنگ پیدا کیا کہ جان دینے پر تیار ہو گئی۔ میں تو اسلیئے کہ عمر بھر کی بلا اجیرن ہو جائیگی۔ اور وہ اسلیے کہ اب سخت جانی نے جواب دیا جفائیں نہیں اوٹھتیں ستم نہیں سہے جاتے۔

شعر

تھک گیا درد بھی اوٹھاتے
اتنو پہلو میں رہا جاتا ہے

میں نے اوسکے جلانے خاک میں ملانیکو جہان سب رنگ بدلے آخری وار یہہ کیا کہ اوسکی خانہ زاد لونڈی **دولت** نامی سے راہ و رسم بڑہائی یہہ

حقیر کنیز ایک شہکارا ایک قطامہ بلائے روزگار بس کی گانٹھہ انتہا کی بے مروت حد کی مکارہ سہرے کی مالزادی تہی اسکے چکنے چپڑے چہرہ مین اللہ کی پناہ کچھہ ایسا سحر تہا اسکی زہریلی نگاہون مین وہ جادو تہا کہ مجھے اپنا غلام بنائے بغیر نہ چھوڑا اور تماشا یہ کہ ایکہی وقت ایکہی ساعت ایک ہی لمحہ مین میرے جیسے کرورون غلامون سے ایک ساتہہ اپنے وصال کا وعدہ کرنے مین ذرا بہی نہ شرماتی - پروردگار کیا انسان سے جسکو اپنی غیرت حمیت پر بڑا ناز ہے اس مردار کے معاملہ مین تو نے اوسکو ایسا سلب کرلیا کہ ایک حرافہ سے کرورون آشنا ایکہی وقت مین چمٹے ہوئے ہین - اور آنکھہ نہین میلی ہوتی - کیا بہایم کو اس خاص حد تک انسان پر فضیلت نہین ہوسکتی -

دوسرون کی مجھے کیا خبر مین اپنے اوپر نفرین کرتا ہون - کہ مجھے ذرا تو شرم آتی اکثر ایسا ہوا کہ اس دمباز نے ایک یار سے کچھہ لیا اور دوسرے کو تحفہ کے طور پر اوسکے سامنے دیدیا - یہ ہین کہ پہولے نہین سماتے ہدیۂ یار سمجہہ کے سجدے کرتے جاتے ہین اور قدمون سے لپٹے ہوئے ہین -

شعر

	آہ این چہ دوستی است کہ سرہائے یکدگر خویشان بریدہ دررہ قاتل نہادہ اند	

مین نے پہلے پہل جب اس سے آنکھ لڑائی اسنے مجھے بڑے بڑے سبز باغ دکہائے اور اپنے وصل کے کچھہ ایسے جانفزا مژدے سنائے کہ مین اپنے اذعان مین سب سے زیادہ اوسکا منظور نظر اپنے کو خیال کرنے لگا -

ہائے اوسوقت ملکہ آزادی کی بے چینی اور اولجھن کیا بیان ہو سکے وہ
پچھاڑین کھا کھا کے گری میرے قدمون پر لوٹ لوٹ گئی۔ سر دے دے مارا
کہ ارے نادان اس مُردار لونڈی کے دم مین نہ آ مجھے بے موت حلال نکر مین کب
سنتا تھا ٹھوکر ماری کہ بیچاری وہ جا پڑی زبانی زخمون سے بھی مین نے کمی نکی
اور اس عالیشان فخر عالم شہزادی کی شان مین کوئی سخت سے سخت بات اوٹھا
نہ رکھی اسپر بھی اوسنے وفاشعاری نچھوڑی۔ اور اپنی کمینی لونڈی کے چوچلون
کو آنکھون سے دیکھتی مگر مجھے چاہتی رہی۔ اوس لعینہ لونڈی نے جب مجھے
اچھی طرح کس لیا اور زبردست پھندے پڑ چکے تو یہ فرمایش کی کہ "ملکہ آزادی کی
قربانی مجھپر لاکے چڑہاؤ پھر مین تمہاری ہون۔
ناظرین کیا آپ مین اسبات کے سننے کی طاقت ہے۔ کیا آپ کا دل
و جگر قابو مین ہے۔ کیا آپ کے کلیجون کے پرنچھے نہ اوڑ جائینگے۔ کہ مین نے
سچ مچ ملکہ آزادی کو پکڑ کے حلال کیا اور اوسکا جگر نکال کے اس نکانہ کنیز کے
قدمونکے سامنے ڈالدیا۔
سجاد تو نے تو تجواد یا پیٹ ڈالڈی ماتم بپا کر دیا دیکھ تو ظالم کسی مین ہوش
ہے کسیکے پہلو مین ثابت دل باقی ہے۔ کسی کے سینے مین کلیجہ کی ایک کرچ بھی
چھوڑی ہے۔ اُف رے سنگدل ذرا تو شرما ذرا گریبان مین سر ڈال تیرا ہی کام
تھا کہ ایسی پری پیکر عاشق جانباز شہزادی کو ایک شغل کے واسطے ذبح کر ڈالا۔

شعر

تجھی سے ہین اے میری یہ خواریان	نہ بہائی ہماری تو طاقت نہین

اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ ہم غلام ہو گئے - یعنی سرکاری نوکر ہوئے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ ط

بیڑیان

شعر

سانس دیکھی تن بسمل مین جو آتے جاتے	
اور خنجر کا دیا جلاد نے جاتے جاتے	

سلف سے زندان خانہ کے واسطے کچھ قوانین مقرر ہوا کرتے ہین تاکہ سرکش اور مجرم قیدیونکو سزا ملتی رہے - معمولی جیلخانون کا جب یہ حال ہے تو قیدخانہ دنیا مین اور بھی سختی سے اسکی پابندی ہونی چاہیئے -

مین نے ملکہ آزادی خاتون کو ٹھکانے لگا کے دولت لونڈی سے جب وصل کی خواہش کی اوسنے مجھے ایسا ڈانٹا کہ ہوش اوڑ گئے اور صاف طوطے کیطرح آنکھ پھیر لی مگر مجھے تو کچے گھڑے کی چڑھی تھی یہ اوسکا ناز معشوقانہ سمجھا اور اوسیطرح فدائی بنا رہا - اتفاقاً ایکدن کیا جی مین آگئی کہ اوسنے ایک سرسری اور بادہوائی بوسہ عنایت کیا میرا دماغ عرش پہ پہونچا - اور سرکشی پر کمر باندھی اور کچھہ اور ہی ہوا میرے سر مین سمائی ایسے آدمی کم ہونگے - جو مجرمون کو معاف کردین اور معاف کرنا بھی نہ چاہیئے - ورنہ ظلم کی حد ہی نہ رہیگی میری سرکشی جو بڑھنے لگی اور شباب فتنہ جو نے اوسے اور بھی چمکایا لوگون مین چرچے ہوئے - اور عجیب طرح کے انتظامات سوچنے لگے -

بید - فاقہ - محنت شاقہ - کال کوٹھری - یہی سزائین ہین جو شوخ قیدیون کو

دیجاتی ہین۔ میرے مربی نے جنکا ذکر مین ہوا سے سفر مین کر چکا ہون یہ سزائین میرے لایق نہ خیال کین۔ اسمین خواہ میری توہین کا خیال ہو یا تکلیف کا بہرحال اونھون نے اپنے حسابون ایک آسان سزا سوچی۔ اور وہ میرے لیے عمر بھر کی قید یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا اِنَّ مِنْ اَزْوَاجِکُمْ وَاَوْلَادِکُمْ عَدُوًّا لَّکُمْ فَاحْذَرُوْھُمْ ج بالائے قید ہوگئی۔ اونکی تجویز یہان کے قانون کے بموجب واجب النفاذ تھی اسپر قاضی صاحب نے بھی فتویٰ دیدیا۔ اور میری گردش نصیب پاؤن میں بیڑیان پہنا دیگئین۔ عاشقی کی تکمیل یون ہوئی۔

شعر

یک درد نہ رفتہ بود از دل
دردا دردا کہ دیگر آمد

جنجال

شعر

نہ شد آنکہ شعلۂ وحشتی بدل فسردہ فسون کند
بہ زمین طپم بہ فلک روم چہ جنون کنم کہ جنون کند

میری غلامی سندی غلامی تھی اور جسے مین نے بڑی خوشی سے قبول کیا تھا۔ اب مجھے نئے طلسم دکھانے لگی کاش ایکدل اور ایک ہی زبان دنیا کے پردے پر مجھے اس نامبارک غلامی کی توہین کرکے تسکین دیتی تو میرا گلہ جاتا رہتا۔ مگر

لہ ترجمہ اسے لوگو جو ایمان لائے ہو تحقیق بعض بیبیان تمہاری اور اولاد تمہاری دشمن ہین واسطے تمہارے۔ لیس بچو اون سے ۱۲۔ پارہ (۲۸) سورہ تغابن۔

نہین اس تمام عالم مین کوئی مجھے ایسا نملا جسنے اس میری ذلت پر خوشی ظاہر نہ کی ہو دشمن تو میرا کوئی تھا ہی نہین اگر ہوتا تو کیا بنا لیتا وہ مجھے اس ذلت و خواری مین دیکھ کے سب سے زیادہ خوش ہوتا چنانچہ ایک ازلی دشمن جو بازار سے میری تاک مین تھا اور یہان آ کے میرا گاڑہا دوست بنا تھا جسنے آزادی کے قتل مین خاصی مدد دی تھی سب سے زیادہ اوسی نے خوشی کی جسدن مین نے اس کمینہ غلامی کا حلقہ پہنا وہ تو اوچھل ہی پڑا اوسکی بیحد خوشی نے مجھے ذرا بھی محسوس نہ ہونے دیا کہ مین تخت شاہی سے اَسْفَلَ السَّافِلِیْنَ مین ڈھکیل دیا گیا۔ بلکہ اوسنے میرے بگاڑنے کے پورے سامان مہیا کر دے خود پسندی خود بینی کے زیور لا کے اوسنے مجھے پہنائے طمع اور کوتاہ اندیشی کے مکلف لباس پیش کئے اور مین نے اپنے اس دوست نما دشمن کی ہر چیز شکریہ کے ساتھ قبول کر لی۔

اب مجھے زمانہ اور اہل زمانہ سے معاملہ کرنا پڑا اور یقین مانو وہ سارے گوارا و ناگوار طریقے مجھے اختیار کرنا ہوے۔ جو اس سانگ کے لئے ضروری تھے۔

مین اس نئے افتاد مین گو مبتدی تہا اور آج سے میری نئی قسم کی زندگی شروع ہوئی تھی مگر ضرورت ابڑی معلم ہے اوسنے مجھے معمولی نکات اور باریکیان سمجھا دین اور مین اوسکے استعمال مین ہمہ تن مصروف ہوا با ایہمہ جب کسی کہنہ مشق دنیا دار سے سابقہ پڑتا تو میرے چھکے ہی چھوٹ گئے ہر معاملہ مین ایک نئی شاخ پیدا ہوتی تھی یا حسب ضرورت مجھے خود پیدا کرنی پڑتی و رعجیب عجیب بھروپ بدلنے کا اتفاق ہوتا اور پھر بھی معمولی دنیا سازون کی گرد کو بھی نہ پہونچتا۔

غضب تو دیکھو کہ اس کارخانہ کے اسباب وعلل بن میری کا ہشین اوس انتہائی

نقطہ کو پہونچی جاتی تہین جہان سے پہر کوئی زینہ ہی نہو اور شبانہ روز کی فیلسوفیان میرا دم گھٹائے دیتی تہین - مگر مین ہر اچھی بری افتاد کو بڑی دلیری اور خوشی سے اپنے سر لینے کو مستعد رہا - یہ جان فرسا مصائب کسی قلم کی طاقت نہین جو لکھ سکے اور کسی زبان کی قدرت نہین جو بیان کر سکے ہر ہر قدم پر ٹھوکرون کا سامنا تہا مگر کیا مجال کہ پانون پیچھے پڑے -

مین اس بلا خیز صحراے ہوش ربا مین دہستا ہی چلا گیا اور ہزار روکا وٹین میرا کچھ نہ کر سکین اس کمینہ ہمت اور جرارت کا نام مین نے بلند حوصلگی اور عالی خیالی رکھ چھوڑا تہا حالانکہ ہر بلندی میرے لئے نئی پستی تہی اور ہر ترقی میرے تنزل کا دیباچہ ہوتی تہی اس جوش سودا کو شباب کے بچے کھچے زور نے اور بھی چمکا دیا تہا - یعنی بے حد تہکاوٹ اور بے شمار ناکامیون کو مین دہیان مین بھی نہ لاتا مجھے اوس مردار دولت نے ایسا اندہا بنا رکھا تہا کہ میرے خیالی اور ناپائدار باغ کی کیاریان جنکے پودون سے مین پھل پہول حاصل کرنیکو فوز عظیم سمجہا تہا میرے ہی لہو سے سینچی جاتی تہین اور میرے ہی گوشت پوست کے ٹکڑے سڑا سڑا کے اوسمین پانس دیجاتی تہی مگر مجھے اوسکا کچھ بھی قلق نہ تہا بلکہ اپنا خون رائیگان جانے پر ذرا حجت نہ کرتا یہ میری فکرین اور تدبیرین تہین جو میری جسمی روحانی مسرتون پر شبخون لا چکی تہین ہائے مین کیسا بیوقوف بنا اور میری ذہانت اور طباعی ایسے حزف کام مین لگا دیگئی جسکو مفت بھی لینا عار ہو انسانی شرافت کے اصلی مفہوم کو ایک لحظہ غور کرنیکا مجھے موقع نہ ملا اور نہ ابناے روزگار نے اس بے بہا جوہر کو خاک مین ملنے سے مجھے متنبہ کیا - دراصل ہر شخص میری طرح اپنے دہندون مین لگا تہا اور ایک حمام مین سب برہنہ ہو چکے تھے

پھر ٹوکنے والا کہاں سے آتا - وائے ناکامی کسی نے اتنا بھی نہ سمجھا دیا -

شعر

چرا ای دل بداغ بے تمیزی مبتلا گشتی · کدامی پردہ حشمت ابست کز تحقیق وا گشتی

نگہ گردید آغوش وداع حق شناسی ہا · سحرہا با وصل بودی چشم وا کردی جدا گشتی

کدامی غول در صحرای گمراہی دلیلت شد · کز انسانی گذشتی طالب مردم گیا گشتی

سرت از تاج آرزو منا گرانی داشت ای غافل · کہ فرش انتظار سایۂ بال ہما گشتی

غنای مطلقی را داغ صد حرص و حسد کردی · بجود لختے تامل کن چہ بودی و چہا گشتی

مبادا زورق کس غرقۂ نا قدر دانیہا · کہ دریا در کنارت بود و محو ناخدا گشتی

حباب پوچ مغزی نقش بستی آخر ای گوہر · دلے در جیب تمکین داشتی بیدل حرا گشتی

صرف چند انفاس قدسیہ اس ناپائدار کارخانہ کے گرمی بازار کیلئے اور اسکے سہارا دینے کو البتہ ایسے تھے جنکی خاک پا بھی ملجا نا کلفتون کا عوض ہو سکتی لیکن آنکھین کہانسے لاتا جو اونکو دیکھتا بلکہ ان بلاخیز جھگڑون اور نابود سامان معاشرت مین مجھے یہ بھی نہ یاد آیا کہ مین کسی کے ہاتھ بک چکا ہون لاؤ اوس سے تو پوچھ لون مجھے کیا کرنا چاہیئے نہین اوس مالک مجازی کو مین اسطرح بھولا کہ گویا مین اپنا مالک آپ ہون - یہہ بغاوت میرے لئے سب سے زیادہ سم قاتل ہی اور افسوس کہ مین نہ چونکنا تہا نہ چونکا - مصائب اور تکالیف مین کسی ہمدم کی تہوڑی سی ہمدردی بہت بوجہہ ہلکا کر دیتی ہے گو اوسکو ثبات بھی نہو مگر مجھے جتنے ہمدرد ملے ایسے ہی رستہ پر لیگئے کہ اس کارخانہ کے استخوان شکن چکر دن کا پیچ اور بھی کستا گیا مین الزام نہین دیتا کہ اون لوگون نے میری بدخواہی کی بلکہ جس

ڈہنگ پر سمجھے وہ لگانا چاہتے تھے اوسی سودے مین خود بھی مبتلا تھے اور قاعدہ ہے کہ انسان جس بات کو خود پسند کرتا ہے چاہتا ہے سارا زمانہ اوسے عزیز سمجھے بس علت اتنی ہی تھی کہ میری سرگشتگی کے لئے رہنمائی بھی عین سرگشتگی تھی اور جسقدر آلائشین باقی رگئی تھین اوسین بھی مجھے اولجھنا گویا ایک لازمی امر ہو چکا تھا جسکی نظیرین میرے سامنے پیش کیجاتی تہین اور ڈہکیل ڈہکیل کے اس غار مین گرایا جاتا تہا مین کس سے سبق لیتا سب ایکہی راہ پر لگے ہوئے تھے۔

شعر

این وزد ہا تمام شریک اند با عسس
پیش فلک شکایت دونان چہ میکنی

چونکہ یہان کی رسم وراہ کے اصول سے طبقہ طبقہ جدا تھا اور حفظ مراتب کا قانون بہت پابندی کے ساتھہ جاری تھا۔ اسلئے سب سے بڑی جانکاہی اسی منزل مین درپیش تھی۔ اگر یہ ضابطہ اختیاری حدتک جاری ہوتا تو بہت سے رخنے پیدا ہو جاتے اور ایک دوسری مصیبت اوٹھہ کھڑی ہوتی۔ جس سے مساوات کی سطح پر جگہہ ہی کا ہیکو رہتی اور بڑی چپقلش ہو جاتی۔

شعر

امتیاز آئینہ دار خوب و زشت افتادہ است
گر تفاوت منفعل گردد پلید و پاک نیست

اسوجہ سے ایک مخفی ارادہ سے نئے جسکی قوت کے سب قایل تھے ایسا اوتار چڑہاؤ رکہدیا تہا کہ سمجھنے والونکو محل شکایت نہ تھا۔ لیکن اس سمجھنے پر بھی ہم نہ سمجھے

اور اپنی سینہ زوری کو ضامن قرار دیکے ایک کی پگڑی دوسرا ادچک لینا چاہتا تھا
اس غفلت نے بلکہ اندھے پن نے سب سے زاید حیران کردیا اور اسکی علت غائی صرف
اوسی منحوس جادو کا اثر تھا جسکو اس اہل کامیابی کے لئے بلند ہمتی کے نام سے
مشہور کر رکھا تھا جسقدر ذلتین تمام عمر کے سارے افعال وحرکات مین انسان کو
نہین اوٹھانی پڑتین اوس سے کہین زاید اس طمع خام مین نصیب ہوتی ہین ای کاش

شعر

بخون خوردن اگر قانع شوم از نعمت الوان
چہ خونہا در دل این چرخ اخضر میتوان کردن

اگر یہہ بلند ہمتی اپنے اصلی مفہوم اور مقاصد کے ساتھ استعمال کیجاتی تو شکایت
نہ تھی مگر اوسکا یاد آنا ہی اور اوس غایت حقیقی کا خیال ہی دشوار تھا جس نداز سے
ہم چلے ہین اوسکو ہمارے ہی جی سے پابندان حرص کچھہ اچھا سمجھتے ہونگے - ورنہ
ہزارون ذلتون کے بعد ایک خیالی مسرت یا وہمی عروج حاصل بھی ہوجائے تو
کتنی بودی اور ناپائدار ہمت کے ہم بندے کھلائینگے جسکا اتنا ہی ثمرہ ہے کہ تم اور
وہ جو اسکے شیدائی ہین گھڑی بھر خوش ہولو - ہان اسیکے ساتھ وہ جوہر غیبی اور
وہ مسرت لازوال اگر مقدم کرلیجائے تو کیا کہنا -

شعر

توانی کوس شاہی زد در آفاق
اگر صائب خدا را بندہ باشی

ہائے یہی بندگی کا جوا تو سب سے پہلے پھینکنا پڑتا ہے جیسا مین نے کیا صاحبو

آپ سے مجھے ایسا سوء ظن کرنیکی کوئی وجہ نہین ہے مین تو اپنا ہی نوحہ پڑھ رہا ہون مجھے تو قتل کرنا چاہیئے سولی دینی چاہیئے کہ مین نے بندگی ہی کو رخصت کردیا اور جبھی اس تیرہ و تار دلدل مین پھنس کے رہ گیا۔ ہرگز نہ سمجھا کہ مین کہان پڑا ہوا ہون مشکل یہ تھی کہ اس دلدل سے ابھارکے یا ہاتھ پکڑ کے باہر لانیوالا کوئی نہ ملتا تھا۔ ذرا تڑپ کے ابھرا کہ دوسری افتاد نے پھر غوطہ دیا یعنی جب ارباب زمانہ کی خودغرضیان اور بے اعتنائیان بہت بے مزہ کردیتین اور جب کا ہشین دم ہی گھٹا نے پر مستعد ہوجاتین تو ایکبارگی اصلی ہمت حقیقی جراءت غیرت دلاتی کہ بس اب بھی ہوش مین آجا اور یہ کمینہ پن چھوڑ دے اسکی تاثیر جسقدر فوری ہوتی اوسی قدر ناپائدار بھی کیونکہ ساتھ ہی ایک اور مشکل سامنے آجاتی جسکی اندرونی کمزوری تو انتہائی درجہ کی ہوتی لیکن اوپری شوکت اور قوت ایسی ہوتی کہ سنبھلنے نہ دیتی اسکا منحوس نام **ضرورت** ہے اور احتیاج کے خاندان سے سمجھی جاتی ہے۔

یہ اور اسی طرح کی بے پایان سرگردانیان اس حصۂ عمر مین مجھے اوٹھانی پڑین اور بہت سے نیرنگ دیکھ ڈالے۔ اللہ گواہ ہے کہ تھک تھک کے مین نے سینے ٹیک ٹیک دیئے۔ اور گھبرا گھبرا کے چیخ چیخ اوٹھا مگر پھر زنجیر پا دراز ہی دیکھی۔ اور دل نے کہا ذرا اور آگے بڑھ کے دیکھ لو۔ مین بڑھنے کو بڑھتا تھا مگر رکھتا ایک قدم اور سو قدم پیچھے ہٹ جاتا کیونکہ ناکامیان اور مایوسیان کچھ کم نہ تھین با اینہمہ زمانہ نے قسم کھائی تھی کہ تجھے پیسکے پامال نہ کردیا تو سہی۔ اور اہل زمانہ نے عہد کرلیا تھا کہ اسکی جگرسوزیون کی داد دینا گناہ کبیرہ ہے۔

شعر

نکل کے کان سے آیا بخیل ہاتھون مین
جو کام مین نہ لگا یا گیا وہ زر ہون مین

لیکن یہ کیا فرض تہا کہ میرا ہرارادہ پورا ہی ہو کے رہے گو مین اوسکو اپنا حق جائز ہی کیون نہ سمجھتا ہون۔ زمانہ بھرا پڑا ہے۔ اور خواہشمندون کا توڑا نہین مین جسکو ناکامی سمجھا وہی دوسرے کیلیئے کامیابی ہو گئی۔ یہ میرا سڑی پن تھا کہ اسنا موافقت تدبیر یا بے اعتدالی اہل روزگار پر کڑہتا تہا۔ اور سمجھتا کہ میری ہمدردی مین دریغ کیا گیا مین کیا استحقاق رکھتا تھا کہ کسی خاص حالت کو حاصل کرنے مین اورون پر اپنے کو ترجیح دیا کرتا تہا یہ عذر بدتر از گناہ بھی میری بغاوت کی تکمیل تھی یعنی اپنی اصلی غرض فوت کر کے ادعائی اور خیالی تاثیرات کا شیدا بنا اور اوسکی ذراسی ناکامی مین اولٹے روٹھنے لگا۔ یہ تو وہی بات ہے کہ غلام اپنے آقا کی نافرمانی بھی کرے اور خواہش یہ ہو کہ آقا میری ہر جایز و ناجایز خواہش پوری بھی کرتا جائے۔

اس ہیکڑی کا مزہ بھی مجھے خاصہ چکھایا گیا یعنی ڈہونڈہ ڈہونڈہ کے مصائب اور جانکاہیان میرے لیئے ایجاد ہوئین جس جس بات سے انکار اور عار تھا کراہی کی چھوڑین۔ جو ناگوار بدطعم دوا میری روح کو بے چین کر دیتی وہ زہر مین پروردہ کر کر کے میرے حلق مین اوتاری گئی۔ اور ہر بانکپن کا بل اور ہر تنک مزاجی کی کسک نکالی گئی۔ زمانہ کی رفتار نے ایسا سیدھا بنایا ایسے سبق پڑہائے کہ توبہ قبول ہونا دشوار ہو گئی۔ شباب مین ہر روز موت کی دعا ایک شغل ہو گیا تہا۔ اب وہ موت دن بھر مین کئی بار آتی اور پلٹا پلٹا دیتا جس سر مین سودے کے طوفان اوٹھے تھے وہ آپ ہی آپ تھم کے رہ گئے۔ جس دل مین خون کی ندیان بہتی تھین اوسمین

ایک بوند طھو کی نرہی - جو سینہ ارمانون اور تمناؤن سے گنج شہیدان ہو رہا تھا وہان خاک اوڑنے لگی - جس دماغ کی بلند پروازیان آسمان کو نظر پر نہ چڑہنے دیتین وہ سوکھہ کے ٹھرنڈ بن گیا - جن ہاتھون کی درازدستیان ضرب المثل تھین وہ تنگ ظرفون اور بیدردون کے سامنے پہیلتے پھیلتے ٹوٹ گئے - جن پاؤن مین استقلال اور پامردی کا جوہر تھا وہ لڑکھڑا کے مجھے گرانے لگے غرضکہ میرے ساتہہ جو سلوک کیا گیا مین اوسی کے قابل تہا -

ایک ایک واقعہ کہانتک سناؤن اوکتا جاؤ گے اور سودائی سمجھ کے کچھ بھی داد نہ دوگے اب اِس قصّہ کو مختصر کرتا ہون اور وہ جانفرسا داستان سناتا ہون جو میری میعاد قید کو پورا کرنے مین آڑے آئی -

شعر

بدر آے بیدل ازین قفس اگر انطرف کشدت ہوس
تو بہ غربت آن ہمہ خوش نہ کہ نہ گویمت بوطن درآ

پیش خیمہ

چالیسوان برس پورا ہوچکا اور مجھے ہوش نہ آیا -

شعر

ہو گئے مضمحل قوے غالب
وہ عناصر مین اعتدال کہان

زمانہ کی رفتار کے ساتہہ میری ضرورتون بلکہ حرصون کو ترقی ہوتی گئی اور کوٹھو

کاہل جہان سے چلا تھا وہین کا وہین رہا۔

خمار دو شینہ کا لطف جاتے ہوا ایک سناٹا سا باقی رہ جاتا ہے۔ کیفیت اور ہیجان مستی کا تو نام نہین رہتا صرف ہلکی سی سنسناہٹ باقی ہوتی ہے شباب کا اوتار اور ہوسناکیون کی جھانجھ ابتک باقی تھی۔ عشرہ رابعہ ختم ہوتے ہی میرے ملازم خاص یعنی شباب نے اپنے کام مین بڑی سستی شروع کی اور تھوڑے ہی زمانہ کے بعد اوسنے درخواست رخصت پیش کی۔ مین نے نامنظور کی۔ کیونکہ اسکی کارگذاری مجھے پسند تھی۔ مگر اوسنے اپنی علالت کچھ اسطرح ظاہر کی کہ مجھے رخصت بیماری منظور کرنی پڑی۔ اور مین نے سنا چند سال کے بعد وہ اپنے اصلی وطن کو ہمیشہ کے لیے چلا گیا۔ بجائے اوسکے مین نے۔ **بوالہوسی** کو مقرر کر لیا اسکی کارگذاری تو بہت تھی مگر رات بھر پیا اور پچھلی مین اوٹھا یا کام کرتی لیکن سستی سے محنت اوٹھاتی۔ مگر بہت ہار رہتی اسکے اہمال اور کاہلی نے مجھے آپ اپنا کام کرنے پر زیادہ مجبور کیا۔ اور نکرتا تو جاتا کہان کیونکہ شباب مرحوم کی بدولت جو استغنا اور سیر چشمی حاصل تھی اوسکا پتہ نہ رہا۔ دام حرص کو وسعت اور ضروریات زمانہ کی کثرت نے۔ بے پروائی کو مار کے نکال دیا۔ بوالہوسی کی جدید العہدی تھی اوسکی بدولت مجھے زیادہ پاؤن پھیلانے پڑے۔ جس سے اعتدال طبعی اور صحت بے داغ مین اکھٹے دو دو رخنے پڑ گئے۔ اودھر روح مضمحل ہونے لگی ادھر جسم مین توڑ مروڑ پیدا ہو گئی۔ آئے دن ایک نہ ایک عارضہ میرا ہم نفس بننے لگا۔ ہرچند میری حماقتوں نے اونپر کچھ زیادہ توجہ نہ کی اور میری جگر کا دیان برابر جاری رہین لیکن یہ گھن ایسا لگا تھا کہ اندر ہی اندر مجھے چبانے لگا۔ اب میری پھرتی مین بھی

فرق آچلا اور مین خود اوس اندرونی گہاؤ کے بڑہانے مین معین ہوا یعنی بجائے اسکے کہ اصلاح کرون اور بالائی تدابیر سے اس روگ کو روکون اور روکنا ہی فقیت تہا ازالہ غیر ممکن (اوسکو اپنی سہل انگاری کے نذر کر کے غافل ہو گیا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ چند روز کی جان توڑ محنت اور بے سود افکارات نے رہی سہی ہمت کا بہی ستیاناس کر دیا اب جہلنگا ہو کے رہ گیا - اور نکہیان مارنے کا وقت آ گیا -

سب جانتے ہین کہ سستی اور کاہلی بہیا آگر چہ پکے پڑے رہنے ہی کا موقع ملجائے تو بڑا آرام ملتا ہے - حالانکہ یہی مقدمہ ہے - امراض کا بلکہ مرض الموت کا لیکن اس آرام طلبی کے ساتہہ اوس غلامی کی بیچ کو کون دور کر سکتا - جسے مین نے اپنے سر لیا تہا اسلیئے آرام کے ساتہہ ساتہہ میری غلامی کا آقا مجہے چلین نہ لینے دیتا چوری یا فریب مین نے دم لیا نہین کہ اسنے ٹہوکر دی نہین -

مین چاہتا تو اس نامبارک جوئے کو کندہے سے پہینک دیتا لیکن احتیاج کا زبردست پہرہ مجہہ پر بٹہا دیا گیا تہا - مین ہچر مچر کرتا وہ خونخوار گارد مجہے پہر گہیر لاتا - اور غلامون کے ساتہہ محنت مین لگا دیتا - یہ حالت گو بہت کم رہی مگر میرے کل پرزے روز بروز گہتے گئے -

مولانا روم **شعر**

پشت دوتا گشتہ دل سست وطپان
تن ضعیف و دست و پا چون ریسمان

بر سرہ زاد کم کوب ست
خانہ ویران کار بے سامان شدہ

غم قوی و دل تنگ تن نادرست
دل زافغان ہمچو نے انبان شدہ

عمرِ ضایع سعی باطل راہ دور	نفس کاہل دل سیہ جان ناصبور
موے بر سر ہمچو برف از بیم مرگ	جملہ اعضا لرز لرزان ہمچو برگ
روز بیگہ لاشہ لنگ و رہ دراز	کارگہ ویران عمل رفتہ ز ساز
بیخ ہاے خوے بد محکم شدہ	قوت برکندن آن کم شدہ

ہان صرف اتنا ہوا کہ اس آخری وقت مین چند بار مین نے غلامون کے اوس خاص قاعدہ سے فائدہ اوٹھایا جو اس فرقہ کو بہاگ جانے کی عادت گویا خاصہ طبعی قرار دیا گیا ہے مین جب بہاگا۔ سیدہا اوس مالک کے پاس پہونچا جسنے پہلے مول لیا تھا۔ ہاے وہ مسیحا نفس مالک میری اس حالت پر دل ہی دلمین کڑہتا اور کچھہ نہ کہتا۔ کیونکہ مجھہ مین بالفعل مادہ قبول کی کمی سے اوسکو آگاہی تھی تاہم اس سے مین کیونکر انکار کرون کہ جتنے روزون مین بہاگا رہتا اور اوس روحی حکیم کی صحبت کیمیا تاثیر مین بیٹھتا۔ میرا بوجھہ بہت ہلکا ہوجاتا۔ بدقسمتی اور سیہ طالعی کا کیا علاج کہ یہہ حالت بھی چند روز کے بعد جاتی رہی۔ اور میرے مالک نے ایسے مقام پر سفر فرمایا کہ پھر اس میعاد باقیہ مین قدمبوسی کی اُمید نہ رہی۔

شعر

ہاے اُن سب کی دُکانین بڑہ گئین
پاس تھی جنکے دواے دردِ دل

اب میری جانکاہی کی بھی حد ہوچکی اور کوئی سہارا بظاہر نہ رہا۔ ہاے اب آنکھین بھی کھلنے لگین۔ اور سچ تو یہ ہے کہ کھل ہی گئین مگر بہت بیوقت اور بالکل بے موقع۔

شعر

کہلی ہاے کسوقت آنکہہ اپنی انجمہ
لب بام جب آیا خورشید ڈہل کر

جناب ناصح

ساغر کو مرے ہاتہہ سے لیناکہ چلا مین

اگر آپکا ساغر جام جمشید ہے تو بڑا نقصان ہوگا ٹکڑے بہی کسی جوہری کے ہاتہ لگ گئے تو نالامال ہوجائیگا اور معمولی گلاس ہے تب بہی دو تین روپیہ کے ماتہے جائیگی اگر اکبری دروازہ والا دہیلے کا آبخورہ ہے تو جانے دو صبر بہی کرو آپ چلنے کا ارادہ فرمائے ساغر کی فکر نہ کیجیے۔آپکا لبریز پیالہ چہلکنے کو ہے شمع سحری جہلملانے لگی چراغ کی لو بہڑک بہڑک کے مدہم ہوئی جاتی ہے آفتاب لب بام اب چہپا کہ اب چہپا پچہلی رات کا اعتبار ہی کیا۔ستارون پر سپیدی آگئی ٹڑکا ہونے مین کسر ہی کیا ہے۔دہیمی دہیمی سانسون کا بہروسا فضول ہے۔نبضین چہوٹنے کو ہین منکا آج نہ ڈہلا تو کل سہی۔پتلیان گو پہر رہی ہین۔مگر پتہرا جائین تو کیا تعجب۔ اسلئے مین مناسب سمجہتا ہون آپ ساغر و سبو کو گولی ماریے اور ٹہنڈے ٹہنڈے چلنے کا انتظام فرمائے۔آپ چلے گئے پہر ساغر ٹوٹا تو بلا سے اور سبو اوندہا ہوگیا تو بلا پوش سے ہمکو چلنا ہے اور ضرور چلنا ہے۔ایک ساغر نہین ہزار ساغر چکنا چور ہو جائین خُم کے خُم ٹکڑے ہون۔میخانے مسمار ہو جائین میکدہ ہستی کی اینٹ سے اینٹ بج جائے۔مستون کی لاش پر لاش نکلے۔متوالے سر ٹکرا ٹکرا کے مر جائین پیر مغان

پر آسمان پھٹ پڑے مغبچے حلال کئے جائین۔ کباب جل جل کے خاک ہوجائین
گزک غم و غصہ مین بھنتی رہے۔ شراب زہر سمجھی جائے دخت رز ماری ماری پھرے
کوئی منہ نہ لگائے۔ساقنین لڑکری ڈہوتی پھرین۔ یہ سب ہو پھر ہوا کرے۔ تمہین
اپنے قدحے کی خیر منانی چاہیئے چلنے کا نام لیا ہے تو مرد خدا اوٹھہ کھڑے ہو
یہ نہین کہ دمڑی کے ساغر کے لئے دم نکلا جاتا ہے۔ آپ تو مٹے جاتے ہین۔ مگر
ساغر کی فکر پڑی ہے۔ ہوگا بھی ایسے کتنے ہی ٹوٹ پھوٹ کے فنا ہوگئے۔ کسی نے
نام تک نہ لیا دو آنسو بھی نہ بہائے مرد خدا اوٹھو اور چلو مین راستہ بتا دون۔ اے
دیکھو وہ گھر کی راہ ہے اودہر ہی سے سیدہے چلے جانا مڑنا نہین۔ نکڑ پر ایک
چھتہ ملیگا اوسمین ہو لینا گھر پہونچ جاوٴگے ذرا تم بہک تو گئے ہو۔ مگر اتنا بھی نہین کہ
سیدہی راہ نہ سوجھے یا گھر کا نشان بھول جاوٴ مگر ایک بات اور سن لو تم جانے کو تو
جاوٴ خوشی تمہاری اور ہرچند مین نے مایوسی سے بے ثباتی کی باتین ابھی ابھی تم سے
کہی ہین مگر وہ ایک عمومی بحث تھی خدا نخواستہ کچھ تمہارا برا چیتنا منظور نہ تھا
اسلئے مین پوچھتا ہون ابھی تمہارے دن سن ہی کیا ہین۔ ابھی سے جانے
جانے کی رٹ کیون لگا دی۔ اتنی بے صبری۔ ایسی ہاہاپتی۔ یہ عجلت تو کسی ہی کا ہیکو
ہوگی۔ ہم جانتے ہین کہ تم یہان گھبرائے ضرور ہو۔ اور بے طرح گھبرائے ہو۔ تمہاری
ٹھنڈی سانسین ہمین یاد ہین۔ اور وحشت بھی معلوم ہے۔ تمکو اہل زمانہ نے سبق ہی
ایسا دیا ہے کہ جسقدر جلدی نکلو کم ہے۔ ہمنے تمہین بارہا کہتے سنا ہے۔

شعر

سفالینہ جام من ازمے تہی	افق ہا پر از ابر بہمن مہی

نہ رقص پری پیکران بر بساط		نہ آواز رامشگران در رباط	

اور یہ بھی مانا کہ تم اب ماندے ہے نہ رہو گے ہمین تمہاری سیاحت کا حال معلوم ہے
جو دُھن سمائی پھر دُنیا جاے مگر ع طبیعت پختہ مغزون کی جدھر آئی اودھر آئی +
اور بظاہر تمہاری حالت قابل افسوس بھی ہے۔ تمکو بڑا خیال یہ ہے کہ اتنے دنون
رہے تو کیا کر لیا جو اب زیادہ رہ کے چار چاند لگا دینگے۔ اور شاید تم کچھ اپنے
پچھلے وعدون پر بھی شرماتے ہو۔ جسکا قلق حق بجانب ہے۔ بیشک تم سے کوئی کام
نہ بن پڑا آئے تھے پچھے ہوئے دو بے بھی نہ رہے۔ تجارت کو چلے تھے گرہ کا بھی
کھویا تماشا دیکھنے کو بھیجے گئے تھے آپ ہی تماشا بنگئے۔ مہمان ہو کے اور رہے
تھے میزبانی کے جنون مین پھنس گئے۔ عمل کرنیکا وعدہ تھا کام کی بات ایک بھی
نہ کی۔ مملوک تھے مگر مالک کا خیال تک نہ رہا۔ بندے تھے۔ اور خدا کو یاد نہ کیا۔ عبد
تھے معبود کی طرف پھسل کے بھی نہ گر پڑے۔ غرضکہ یہ اور ایسے ہی ہزار طرح کی
ہولین اور کاہشین تمہاری جان کی گاہک ہو رہی ہین اور اب تم سے کچھ بنائے
نہین بن پڑتا۔ بجز اِسکے کہ بھاگ بچو اور چلتا دھندا کرو۔ مگر بہت کیون ہارے دیتے
ہو ذرا تو جراءت کرو۔ کوئی دم تو ٹھہرو ایک حرکت مذبوحی باقی ہے پھر پھڑک کے
میدان مین آؤ اور جو کچھ نہین کیا تھا۔ جسکا افسوس ہے تلافی مافات پر کمر باندھو۔
کچھ نہ کچھ تو کر ہی لو گے تھوڑا بہت سے ہی بھاگو گے دیکھو آنکھہ جھپکنے مین کیا سے
کیا ہو جاتا ہے۔ ہزارون نظیرین تمہارے سامنے موجود ہین یونہی بگڑ بگڑ کے
بنی ہین۔ تمہاری طرح بہت سے بدحواس یونہی وحشت کی لیتے رہے۔ اور پھر ہوش
مین آ گئے چلے تھے اور رک رہے۔ سامان سفر بھی روانہ کر دیا تھا۔ مگر پھر رہ پڑے

تمہین خود بارہا اتفاق ہوا ہوگا محفل یار سے روٹھہ کے اوٹھے اور بہت ہی غصہ مین اوٹھے مگر ایک ہلکا سا آوازہ کسی نے کسا کہ ٹھہر گئے اونھون نے کچھ کج ادائی کی یا تمہاری بات نہ مانی اور بگڑ کے چلے ہی تھے کہ مسکرا کے کسی نے دامن تھام لیا اور تم بیٹھہ گئے۔ کسی اونچی کھولی والے کے پاس غرض لیکے گئے اور اوسنے منہ نہ لگایا مایوس ہو کے پھاٹک سے نکلے ہی تھے کہ آدمی نے آواز دی " سرکار یاد فرماتے ہین " اور تم قسمت کی طرح پلٹ پڑے۔ کسی کمرہ پر نگاہ پڑی ذرا ٹھٹکے کہ وہان سے دریچے بند ہو گئے اور تم اوکھڑے چند قدم گئے تھے کہ پھر دروازہ کھلا اور خیال کیطرح پھرے کتے کو سو دفعہ دُتکارا اور ذرا تو تو کہنے پر دُم ہلاتا آگیا باز ہاتھہ سے جا ہی چکا تھا طُعمہ دیکھا کہ ٹوٹ پڑا شیر سیدھا چلا جاتا ہے ٹوکا اور آلیا۔ فوجون کو بھاگتے بھاگتے سردار نے ایکہی بات مین ایسا گرما دیا کہ ایک قلعہ سے ہی کے چھوڑا۔ حسینون کو دیکھا ہوگا کہ ذری سی تکرار پر اپنے گھر پھونچ بھی گئے۔ مگر آدہی رات کو وہ بیچینی ہوئی کہ چھپ چھپے چڑھے اور پاینچے اوٹھا کے تمہاری زنجیر ہلا رہے ہین۔ تالاب مین ڈوبنے والے کودنا ہی چاہتے تھے کہ کسی نے ہاتھہ پکڑ لیا " ہائین یہ کیا غضب کرتے ہو۔ اور بس مردن موقوف۔ دونو نالین ٹھونک کے گولیون سے بھری ہین اور مہربان چھاتی مین پیوست پانون کا انگوٹھا لبلبی پہ پھونچ چکا ہے کہ ایک تھپکی مین بندوق وہ جا پڑی غصہ اوتر گیا۔ اور نئی زندگی کے صدقے اوتر رہے ہین کمترین شوہر کو بی گھرسی کی زبان درازی اور پان چھالیہ کی فرمایش نے ایسا بوکھلایا آدہی رات سے اوٹھے اور چور دروازہ سے نکل کھڑے ہوئے قرآن

اوٹھالیا ہے کہ اب صورت نہ دکھائینگے - برس چھہ مہینے مین سب بیداد بھول گئے اور پتہ توڑا کے پھوپچے دودھ بخشوا رہے ہین - ان تمام باتون سے قطع نظر آپنے تو ابھی ابھی عشرہ رابعہ ختم کیا ہے - انسان کامل بننے کا وقت اب آیا ہے - خامی بلکہ خام خیالی دور ہو جائیگی - پکنے سے پہلے کوئی میوہ کام کا نہین ہوتا - گو پتھرون کی بوچھار بھی کم نہ ہوگی لیکن تمکو ادنکے بچاؤ کے داؤن گھات بھی معلوم ہو جائینگے - غرضکہ ابھی سے اتنا مایوس کیون ہو گئے " دنیا بہ امید قایم " سن ہی چکے ہو - پھر اتو بیٹھا ہی تھا دنیا کا لفظ سنتے ہی مین اوبل پڑا اور کڑے تیور ڈالکے عرض کیا بس حضرت اب ایک کہیے گا تو سو سناؤن گا ہم اپنی جان سے عاری ہین آپ کو نصیحت سوجھی ہے - للہ میرا پیچھا چھوڑیے اور تشریف لیجائیے -

شعر

نہ چھیڑ اے نکہت باد بہاری راہ لگ اپنی
تجھے اٹکھیلیان سوجھی ہین ہم بیزار بیٹھے ہین

یہ سنکے حضرت ناصح بڑبڑاتے ہوئے چلدیے جاؤ اپنا سر کھاؤ ہمکو کیا پڑی ہے -

شعر

دیوانہ کی مطلق العنانی
ہے باعث مرگ ناگہانی

عدم آباد

فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ ٥

شعر

سفر مبارک ہو آخرت کا بخیر انجام ہو خدایا
جو گھر سے نکلے مرا جنازہ تو سامنا ہو کسی حسین کا

رمضان شریف کا مہینا روزون کے مبارک دن۔ اسلامی حلقون مین نور کے طبق اوتر رہے ہین رحمت برس رہی ہے جنت آراستہ ہے۔ دوزخ کے دروازے بند مالک پہرے پر کھڑا ہے۔ شیطان بڑی چیخین مار رہا ہے۔ مگر قید ہے۔ حورین جنت کی جھروکون سے روزہ دارونکو جھانک رہی ہین فرشتے شربت کے گلاس لیے کھڑے ہین۔ لب کوثر زمرد و یاقوت کی تشتریون مین افطاریان چنی ہین مشکبو گلوریان الماس کے خاصدانون مین رکھی ہین۔ آفتاب کی طلائی گھڑی پر سب کی نظر ہے۔ روزہ دارونکے نورانی چہرے اَلصَّوْمُ لِيْ وَاَنَا اَجْزِيْ بِهٖ کی مبارک بشارت سے تمتما ئے جاتے ہین مسجدون کی آرایش و زیبایش مخالفین کی آنکھون کو یَکَادُ الْبَرْقُ يَخْطَفُ اَبْصَارَهُمْ کی شعلون سے چوندھیا رہی ہین اللہ اکبر کی باجبروت آواز اور دل دہلا دینے والی صدائین۔ اونکے پتے پانی کیے دیتی ہین شب بیداران اطاعت گزار و تہجد گزاران سحرخیز کے انفاس قدسی نے سارے عالم کو منور کر دیا ہے۔ سحری کیوقت دل مچلا دینے والی آوازون

ف ترجمہ پس جبوقت موت آئے گی اونکی نہ دیر کرینگے نہ جلدی ایک ساعت کی۔

کے سریلے جملے نیند کے ماتون کو چونکا دیتی ہین - کچھ عجیب سمان ہے کہ جسکی لذت کا اندازہ دشوار ہے -

آپکا نیازمند سیہ کار بھی دیکھا دیکھی اور بشر ما سفر می سے روزہ سے تھا وفعتہً ۲۷ رمضان کی شب خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ کو ایک قاصد یا سراول غیر مانوس شکل وصورت کا میرے پاس آیا پہلے تو ہیبت گھبرایا کہ ایسی ہیئت و قطع کا آدمی کبھی نہ دیکھا تھا - مگر میری خوش قسمتی سے وہ عجیب وغریب صورت کچھ ڈراونی یا خوفناک نہ تھی - بلکہ روئے زیبا دیکھنے کے قابل تھا آتے ہی فرمایا -

شعر

سبک تاز است عمر اے دیدہ ترک سرگرانی کن
نگہ را اندکے روشن سواد جلوہ خوانی کن

مین نے کہا کہان سے آئے ہو - جواب ملا آپکی یاد ہوئی ہے - بھئی کسنے یاد کیا ہے - آپ تو جانتے ہین پھر مجھ سے کیون پوچھتے ہین - مرد خدا مین بہترون کو جانتا ہون تم نام تو لو - وہ کون صاحب ہین - حضرت آپ تجاہل عارفانہ کرتے ہین جانتے سب کچھ ہین -

یہ خوب مین جانتا ہون یا نہین تم اپنا مطلب کہو اور بتاؤ کسنے بلایا ہے - ذرا کڑک کے - اجی صاحب بس سیدھی طرح چلنا ہو تو چلیئے ورنہ مین زبردستی لیجاؤنگا واہ یہ اچھے کڑے خان نکلے اپنا نام نہین بتاتے - بلانے والے کا پتہ نہین دیتے اور ضد یہ کہ لے ہی جاؤنگا - ایسا زبردست کون ہے - جسکے قاصد کے یہ دماغ ہین - اچھا کچھ چٹھی پرچہ خط پروانہ تمہارے پاس ہو تو دکھاؤ شاید اوسی سے

کچھ پتہ چلا۔

اسکا جواب تو اوسنے کچھ دیا نہین اور بڑہ کے ایک اونگلی میرے ہونٹون پر رکھدی وہ اونگلی کاہیکو تھی آہنی شہتیر تہا جسکے صدمے سے بے اختیار میرے منہ سے نکلگیا لا الہ الا اللہ باقی جملہ منہ ہی مین رہ گیا اور زبان بند ہوگئی یہ معلوم ہوتا تہا وہ اونگلی ٹیڑہی ہو کے میرے ہر رگ و پے سے کوئی غیر مرئی چیز منہ کیطرف کہینچتی ہے۔ جسکا مزہ کوئی مجہی سے پوچھے اور لطف یہ کہ تمام اعضا میرے بے حس و حرکت تھے۔ اتنا نہو سکا کہ مین اوس اونگلی کو ہٹا دون۔

شعر

شور وارستگی عنان انداخت	لفظ و معنی بہم گرومی باخت
خامشی گشت یک قلم آواز	شد قفس چون سحر پر پرواز
قدمے جلوہ را دامان را	نگہے ساز کرد مژگان را
تا نفس شوخی معانی داشت	دل بہ قتراک پرفشانی داشت
قلزم شوق مست طوفان بود	مصرعہ جستہ موج سامان بود

اوس شیر چنگال کی کشمکش سنے مجہے ایسا بے خود کردیا کہ دم لینا دشوار تھا مین نے آنکہین کہولین تو پلک جہپکانا مشکل تھا چہرہ پر ایک رنگ آتا تہا ایک جاتا تھا۔ پیشانی پر پسینے کے قطرے پوچہنے کی بھی قدرت نہ تھی اوس وقت میری حسرت کا اندازہ کون کرسکتا تہا ایک مخلوق بھی دنیا کے پردہ پر ایسی نہ تھی جو مجہے اس کرب و اضطراب سے بچالے یا اوسکے پنجہ سے چھڑالے میرے اردگرد پائنتی سرہانے تمام اعزا کہ میرے پسینے پر خون ٹپکانے کے مدعی تھے جمع تھے لیکن

کسی سے اتنا بھی نہ ہوسکا کہ اوس سے ذرا ستانے کی درخواست کرے یا میری
تکلیف کو کم کرسکے۔ ہان کچھ ہچکیون اور سسکیون کی آواز آجاتی تھی۔ اور مجھے
زیادہ بیچین کردیتی تھی۔ لیکن اوسکو ذرا بھی ترس نہ آیا اور برابر اپنے کام مین لگا رہا۔
اس حال مین تھوڑی دور پر ایک مہیب شخص کو مین نے دیکھا کہ برابر خاک اوڑا
رہا ہے۔ اور سر پیٹ پیٹ لیتا ہے۔ چاہتا ہے کہ میرے پاس آئے اور کچھ
پچھلی باتین یاد دلائے مگر یفر الشیطان من ظل العمر۔ بعض نورانی صورتین جو میرے
اردگرد نظر آتی تہین اونکا ایسا رعب اوسپر چھا تھا کہ طاقت نہ تھی جو آگے بڑہے
تھوڑی دیر اوس زبردست بے روک شخص نے مجھے یونہی توڑا مروڑا
آخر ایک دفعہ اونگلی کو مسل کے جھٹکا جو دیتا ہے میری آنکھون مین تارے
ٹوٹ گئے اور غش آگیا غش بھی ایسا کہ نوم غریق سے بھی زاید۔ خدا معلوم کب تک
مین اوسی حال مین پڑا رہا۔ مگر اندازًا دو تین پہر برابر مین غافل سویا۔ وہ ہرکارہ
چلتے چلتے میرے عزیزون دوستون سے کہتا گیا ہم تو جاتے ہین اونکو
سوار کراکے وہان پہونچا دو جہان سے طلب ہوئی ہے۔ تم لوگ سمجھتے نہین
دربار کا زمانہ قریب آگیا۔[۱]

اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ وَهُمْ فِي غَفْلَةٍ مُّعْرِضُونَ ۝

اس حکم سے یہ لوگ اسقدر ڈرے اور ایسی عجلت کی کہ میرا دم بھر رہنا گھر مین
دو بھر ہوگیا۔ جلد جلد گرم پانی سے جسمین نہین معلوم بیر کی پتیان کیون پڑی
تھین مجھے نہلایا اور نئے کپڑے جو بڑی بے صبری سے بنوائے گئے

[۱] ترجمہ نزدیک آیا ہے واسطے لوگون کے حساب اونکا اور وہ بیچ غفلت کے منہ پھیر رہے ہین۔ پارہ (۱۷) سورۂ انبیا

تھے کچھ سلے کچھ بے سلے مارے گھبراہٹ کے پنھا دیئے کچھہ بے ترتیبی کے ساتھہ عطر وغیرہ مل دیا اور چار سے کاندھے پر لے چلے - یعنی کسی کی بد دعا نے آج اثر کیا -

شعر

جلوہ کسیکا مر کے ہمارے کفن مین ہے
جاتا ہے راز عالم ہستی چھپا ہوا

لو ہم دربار چڑھے

راستہ مین ایک مقام پر سب نے کچھ مشورہ کیا اور میری سواری ٹھیرالیگئی تخت روان زمین پر اوتار دیا گیا اور سب کے سب صف لبتہ میرے سامنے کھڑے ہو گئے گویا میری سلامی اوتارینگے - یہ لوگ اسطرح تہذیب کے ساتھہ برابر کھڑے ہوئے کہ ایک دوسرے سے بال برابر غلطی یا اپنے کام مین فروگذاشت نکرتا تھا - ایک صاحب افسرانہ انداز سے آگے بڑہے اور کچھ کلمات آہستہ کہے دو تین بار ہاتھونکو اٹھایا اور کچھہ اشارے کئے معلوم ہوا کہ وہ پرول تھا جو آگے پھر سے چوکی کے مقامات پر مجھے بتاتا ہوگا - چنانچہ مین نے باوجود سخت غفلت کے صاف سن لیا اور یاد بھی کر لیا -

اس حرکت کے بعد سب نے پھر چلنے پر آمادگی کی - اور میرا ہوا دار چل نکلا ساتھیونکو معلوم تھا کہ مین بڑے دربار مین جاتا ہون اعزاز کی بات ہی ہے اور پھر ہمسایہ اور عزیز گو ناکارہ ہی سہی جب اسطرح سب سے جدا ہو تو گرمی ہنگامہ اور مشایعت

کرنیوالون کی جسقدر بہیڑ بہاڑ ہو کم ہے۔

شعر

قدم دریغ مدار از جنازۂ حافظ
کہ گرچہ غرق گناہ است می رود بہ بہشت

اسلیئے ہر شخص یگانہ و بیگانہ میرے تخت روان کو اوٹھانے کے لیئے بے چین تھا۔ چنانچہ ہاتھون ہاتھہ بڑے آرام و آسایش سے ہم ہوا دار پر سوار پانون پھیلائے سوتے ہوئے چلے جاتے تھے۔ ناگاہ ایک جگہہ سب ٹھہر گئے اور کہنے لگے **دروازہ آگیا**۔ دربار کی راہ ادہر ہی سے مڑی ہے۔ اوس آستانہ پر پہونچنے کا سلسلا نا کہ یہی ہے۔ یہین سے ہو کے یار کی گلی ملیگی۔ اسی موڑ سے کاروان سالار کے پاس پہونچینگے اسی گھونگٹ والے پہاٹک سے قلعۂ معلی کی راہ ہے آگے کی منزلین یہان تہوڑا دم لینے سے طے ہونگی۔ بس اسی مقام تک ہماری مشایعت کی حد ہے انکو یہین سے رخصت کرنا چاہیئے۔ آگے بڑہ کے کیا کروگے۔ میرے دوستو تمنے سُنا یہ کیا کہتے ہین اور کہان میرا ساتھہ چھوڑتے ہین اس ہمدرد گروہ کا یہہ حال ہے کہ ایسے بے بس بے زاد و راحلہ مسافر کو پہلی ہی منزل پر چھوڑ کے مُنہ موڑے لیتے ہین۔ اتنا کسی سے نہین ہوسکتا کہ دو قدم آگے تو ہمارا ساتھہ دین پہاٹک کے اندر چل کے دور ہی سے دربار کا محل بتا دین ہاے دوستونکی دوستی اور عزیزون کی ماستایس دیکھہ لی دنیا ہی نالایق جگہہ پر تو ہین دم بھر نچھوڑا جہانکے راستون سے ہم خود واقف تھے اور دہوکا دیتے ہین تو یہان کہ اصلا خبر نہین آگے کیا ہے کونسی بستی ملتی ہے۔ کیسے لوگ

ہین۔ راستہ کج و پیچ ہے یا سیدھی سڑک چلی گئی ہے۔ کاروان سرا بھی کوئی ہے۔ سنگ نشان اور سایہ درخت اور پانی کا سہارا بھی ہوگا یا نہین۔ ہماری زبان وہان کوئی سمجھتا ہے یا اشارون مین راستہ پوچھنا پڑیگا درندون گزندون اور غول بیابانی کا ڈر تو نہین۔ جی گھبراے تو کیونکر بہلائین۔ کوئی کتاب دیکھنے کو ملیگی خط بھیجین تو ڈاک کا کیا انتظام ہے۔ الغرض کسی بات کا سہارا ہوتا تب بھی مضایقہ نہ تھا۔ خیر چھوڑ دین ہمارا بھی اللہ بیلی ہے۔

شعر

ہمتم بدرقۂ راہ کن اے طایر قدس
کہ درازاست رہ مقصد و من نو سفرم

سواری ٹھیری مجکو اوتار کے ایک تہ خانہ مین لیگئے۔ جہان اندھیر اگھپ ہوا کا نام نہین۔ کوئی روشندان تک نہ چھوڑا تھا۔ بیدردی دیکھیے کہ پلنگ اور چھپرکھٹ تو کجا بچھونا تک کسی سے نہ ہوسکا کہ بچھا دے ایک تکیہ کیکو میسر نہ آیا کہ سرہانے رکھ دیتے۔ کوئی ضرورت کی چیز ساتھ نہ کر دی۔ ایک وقت کا ناشتہ اور ایک گلاس پانی کی توفیق نہ ہوئی۔ خدا سے ڈرے کہ چار ہاتھ کپڑا اس جسم ناتوان پر چھوڑ دیا وہ بھی کھسوٹ لیتے تو کون ہاتھ پکڑتا یہ وہ لوگ ہین جو ہمارے ادنی سے سفر مین اسقدر تلے اوپر امام ضامن باندھتے کہ بازو پر جگہہ نہ رہتی۔ ناشتہ اور مٹھائی ساتھ کرتے کہ سنبھالنا دوبھر ہوجاتا یا آج یہ بے مروتیان ہو رہی ہین آنکھ تک نہین ملاتے۔ گھڑی ہمارے پاس بیٹھ کے باتین کرتا مصیبت ہے۔

شعر

دیدی از اخوان چه خواریها عزیز مصر دید
چشم دلجوئی نمی باید ز اخوان داشتن

چونکہ مین بےخبر سورہا تھا سب کو خیال ہوا کہین نیند نہ اوچٹ جاسے آہستہ
اوس تہ خانہ مین اوتارا اور یونہی سوتا ہوا۔ اوتر دکہین لٹا دیا ایک صاحب نے
یہ ہمدردی کی کہ چپکے سے کان مین کہدیا ذرا ہوشیار رہنا یہ ناکہ ہے یہان
لوٹکے ضرور جاوٗ گے۔ پہرے کے لوگ بڑے مستعد اور اپنے کام مین بلا کے
چست ہین وہ الفاظ بھول نہ جانا ہین تو سیدے ہے چلنا نہ بہبدے جاوٗ گے
اس جیلخانہ سے خدا خدا کرکے نکلے ہو ابکی بار خدا نخواستہ پہسے تو
ابدالا باد تک چہٹی ہے۔ لو جاوٗ تمہین خدا کو سونپا۔ یہ کہہ کے تہ خانہ کا دروازہ جھپٹ
پٹ بند کردیا اور کیا جاسے میرے لوٹ آنے کا اندیشہ تھا کہ ہزارون لاکھون
من مٹی میرے اوپر جھونک دی یہ اونکے ہاتھ تھے جو مجھے پھول کی چھڑی
چھو جانے سے تلملا جاتے۔ میرے اوپر کنکری گرتی تو اونکا کلیجہ دہل جاتا میرے
جسم پر غبار پڑجاتا تو اونکا دل ملجاتا۔ مگر وا دریغا۔

شعر

کسیکے مُنہ سے نہ نکلا ہمارے دفن کیوقت
کہ اپنے خاک نہ ڈالو یہ ہین نہائے ہوئے

تہ خانہ بند ہوا ہی تہا کہ دو سپاہیون نے جو اوسوقت پہرہ پر تھے ڈانٹ کر کہا

مَنْ رَبُّكَ

مین سیمے و ہڑک اللہ اکبر کہہ کے اوٹھہ بیٹھا۔ ابھو وہ دہیمے ہوسے

کہ کوئی حاضرجواب سے یارانہ کی باتین کرنے لگے ۔کچھ آسان سوال بھی کیے ۔
شاہنشاہ کا نام کاروان سالار کا پتہ راستہ کی حقیقت وغیرہ پوچھکے الگ ہوئے
مین نے مختصر جواب دیدیے ۔اور شکر ہے کہ اونکی خاطر جمع ہوگئی تب اونھون نے
کہا تم تھکے ماندے ہو ۔گو سواری پر آئے ہو تاہم راہ کا کسل سواری سے کتان ضرور
ہوگا ۔ ذرا سو رہو ۔ عید قریب ہے اوسدن اپنے دوستون عزیزون سے ملنا ۔
اگر جی گھبرائے تو دیکھو یہ پہلو مین باغ ہے ۔ہم کھڑکی کھولے دیتے ہین اوسمین
جاکے سیر کرآنا اور تمکو جس دربار مین حاضری کیلئے بلایا گیا ہے ابھی اوسکے انعقاد
مین عرصہ ہے جب تک تم یہان ٹھہرو تمہاری طرح بہت سے لوگ آچکے ہین اور جابجا
ٹھہرادیے گئے ہین ۔ یہ کہکے وہ تو چلے گئے مین چونکہ کچی نیند مین جاگ پڑا تھا
جلدی مین صرف اتنا کیا کہ باغ کی کھڑکی کھولدی تاکہ ٹھنڈی ہوا آتی رہے اور
پھر تان کے سوگیا ۔

شعر

شورے شد و از خواب عدم دیدہ کشودیم
دیدیم کہ باقی است شب فتنہ غنودیم

دربار محشر

شعر

دربار عام گرم ہوا اشتہار دو
جن و بشر سلام کو آئین پکار دو

اتنی بھیڑ تو کبھی نہ دیکھی ہوگی۔ مجمع اولین وآخرین شاید آج ہی ہے سرسون پھیکنے کا بھی موقع ہے۔ ایک بھی زمین پر گرے تو ہمارا ذمہ۔ آنیوالے چلے ہی آتے ہین ٹکٹ نہین محصول نہین کرایہ نہین فیس نہین **جلوہ مفت** کی خبر پائی ہے خلقت ٹوٹی پڑتی ہے۔ آنیوالون کے جوش دیکھو ہمت دیکھو شوق دیکھو کسی حال مین ہون آئینگے ضرور۔ خالی گھر چھوڑ دئے ہین۔ عزیز وا قارب سے مُنہ موڑ لیا ہے۔ یار دوستون سے نظر پھرالی ہے۔ بادشاہون کا خوف نہ قہرمانون کا ڈر۔ دُہن کے پورے اور ارادے کے پکے ایسے تو ہون۔ پائے شوق تھکنے کا نام نہین لیتے اور سر پر سودا ٹھہرنے نہین دیتا۔ قدم اوٹھاتے ہین ایک اور جا تے ہین سو گز پرے۔ پیچھے آہستہ چلنے والے دوڑنے پر اور دوڑنے والے خیال بنکر جانا چاہتے ہین۔ اللہ رے جذب صادق کہ کوئی قوۃ انکو روک نہین سکتی اور خالی ہاتھ والے بے مایہ بےکس۔ بے یار۔ بھرے پرُدن ہوا کے گھوڑون کے سوارون اور برق کی طرح کوند جانے والون سے آگے نکلجانا چاہتے ہین تہیدستی اور مفلسی کی شرم روکے بھی تو کیا رُکنے والے ہین۔ سُن پایا ہے کہ جلوہ یار اور نعمت دیدار آج بے صرفہ وقف نظار گیان ہے۔ لَیَجْمَعَنَّكُمْ إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ لَا رَيْبَ فِيهِ[۱] کی لے کچھ ایسی خوش آیند ہے کہ سب اسی آواز پر کھچے چلے جاتے ہین۔ رونمائی کا مقدور خاک نہین سراپردہ جلال تک نگاہ خیال کا پہونچنا محال ہے بام منزہ کی چوٹی دیکھنے مین عرش کی پگڑی گری پڑتی ہے۔ حرم قدس کا احاطہ حد بصر ہو رہا ہے کنگرہ تقدیس تک اوڑتے کے تصور مین سُبحان ملاءِ اعلےٰ

---

[۱] ترجمہ البتہ جمع کریگا تمکو قیامت کے دن اسمین کوئی شبہ نہین۔ سورہ انعام پارہ (۷)

سے کے پر جلے جاتے ہین مگر یہ مشت استخوان بلکہ مشت خاک یعنی الانسان ع
قدمی عشق بیشتر بہتر + کہتا ہوا دہنستا چلا جاتا ہے بڑہنے کے سوا کچھ سیکھا ہی
نہین اَللّٰھُمَّ لَبَّیکَ کے نعرے ہین اور مستان لایعقل کے طرارے۔
تہکے ماندے ننگے بھوکے منزلون کی راہ طے کرتے چلے ہی آئے اور لے
وہ دربار محشر مین سب کے سب پہونچ گئے۔ نظربازی کا شوق کیا قیامت کا دہاوت ہے
کہان سے کہان پہونچادیا۔ اب انتظار ہے کہ ہمسے کیا سلوک ہونا ہے۔

شعر

التجا داد خواہ دور قصن عاجزی شاکئ جفاے رضا

لو وہ چرخی کی ڈوریان کہینچین۔ پردے اوٹھے اور تخت شاہنشاہ جمال
و جلال غیر مرئی و غیر محسوس تمام مناظر و مرایا کے جواہر و اعراض سے منزہ و مبرّا
آنکھون کے سامنے آن کی آن مین جلوہ فروز بزم جلال ہوا ایکبار تو جتنے آئے
تھے سب کی آنکھین چوندہیا گئین اور ہیبت مطلق سے تھرّا اوٹھے۔ ہرچند وعدۂ
دیدار کا سودا سر ون مین بھرا ہوا تھا مگر اوس اَسْرَعُ الْحَاسِبِیْن کا درۂ احتساب
سیتے پانی کئے دیتا تھا اور عَزِیْزٌ ذُو انْتِقَام کی وعید چھکے چھڑائے ہوے تھی
تاہم بڑہنے والے بڑہے۔ کون بڑہے۔ مرسلین بڑہے۔ اولوالعزم بڑہے
انبیا بڑہے۔ صدیقین بڑہے۔ شہدا بڑہے۔ غوث۔ قطب۔ ابدال۔ اوتاد۔
مختارون۔ عرفا۔ نجبا۔ اولیا۔ یہ سب بڑہے۔ اور ایسے بڑہے کہ ٹھکانا ہی
نہین کہ کہان پہونچے۔ واجب الوجود شاہنشاہ کا دربار ہے۔ خاص ہوگا نہ ہو

غیر ہو بیگانہ ہو۔ پرستش کی خصوصیت نہ محاسبہ کا استثنا ہو۔ اگر ادہر نقد لطف
و کرم ہے تو ادہر سے بھی تحفہ وسوغات نذر و پیش کش چاہیئے۔ چنانچہ ذرا رکھائی
سے وزا کج ادائی سے ارشاد ہوا "ہمارے لیے کیا لائے ہو اور چاہتے کیا ہو"
فرمان قہرمانی اور خطاب سلطانی سے سب کانپ اوٹھے اور سر جھکے کے جھکے ہی
رہ گئے۔ مگر حقیقت مین وہ بڑہنے والے بہت کچھ لائے تھے کہ ذات اقدس
کو باوجود استغنائی محض کے یہ سارے ارمغان پسند آئے۔ اور تحفے بھی کیا
کیا لاجواب اور نایاب تھے۔ کوئی دُرِ ہدایت لایا تھا اور بالکل یکدانہ ناسفتہ جو تبلیغ
رسالت کے صندوقچہ مین بند پیش کیا گیا کسینے سمعنا و اطعنا کے زر و نقر کی
پھٹی کملی مین رکھہ کے گذرانے کسی نے یُجَاھِدُوْا فِی سَبِیْلِ اللّٰہِ کے
یاقوت انگارا سے دہکتے خون شہد اکیطرح سرخ ہزارہا زخمون کی چنگیر مین لگا کے
سامنے کئے۔ کسینے اتقوا اللہ کے ہیرے کچکول درویشی مین چن کے نذر
کیے۔ کسینے خرقہ ارشاد و تلقین مگر سیکڑون پیوند لگے ہوئے کسینے رضائے
مطلق اور خلوص خاص کے موتی نچھاور کئے۔ بڑا تماشا تو جب ہوا کہ ایک بزرگوار
سَیِّدُ الْحَصُوْر کے مخاطب جنکے رخسارون پر رونے کے گھرے زخم اور
آنکھون مین ناسور پڑے ہوئے تھے تھرتھراتے ہوئے خشیۃ اللہ کے آنسو
مگر سارے خون جگر سے حل کئے ہوئے نذر کئے اور بڑی نازک مسکراہٹ کے
ساتھہ قبول کئے گئے ایک صاحب آئے اور سر کو ہاتھون پر لیے ہوئے پا انداز
مین ڈال کے ایک نعرہ انا الحق اس زور سے مارا کہ میدان قیامت گونج اوٹھا
ایک درویش صورت بزرگ نے چادر یمنی کے کونے مین بندہے ہوئے بتیس

دانت لُولُوًا منثورا کیطرح پیش کئے۔ اور سرکار عزت وجلال نے ایک سید الجبال کی طرف دیکھ کے مسکرادیا۔ غرض یہ گروہ بڑی بڑی نذرین گذرانکے اونچے اونچے مقامون پر بٹھایا گیا۔ اور فِیْ مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِیْكٍ مُّقْتَدِرٍ[۵۱] کا خلعت فاخرہ عطا ہوا

ان سے پہلے تو نہین۔ مگر اس مجمع سے الگ ایک گروہ عجیب وہن کے لوگون کا اورنگ تقدیس کے سامنے پہونچ گیا۔ اور خیر نہین انھون نے کچھ سوغات پیش کی یا نہین مگر دیکھا تو مشک اذفر اور عنبر خالص کے ٹیلون پر بیٹھے بیفکری سے تخت کی طرف ٹکٹکی لگائے مسکرا رہے ہین۔ آنکھہ تک نہین جھپکتی پلک تک نہین مارتے وُجُوْهٌ یَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ[۵۲] کی محویت اسدرجہ بڑہی ہے کہ یہان کا سارا غوغا ان کے کانون مین جاتا ہے۔ نہ یہ مجمع ہے اونکی نگاہ مین سماتا ہے۔ بلکہ اونھون نے دیکھا ہی نہین کہ یہان کوئی اور بھی ہے وہ تو خلوت خاص اور بزم خالص مین بیٹھے ہوئے جمال اکمل اور کمال اجمل کے محو ہو رہے ہین۔

گروہے عملدار عزلت نشین	قدسہائے خاکی دم آتشین
گدایانے اندر گدائی غفور	باسیدش اندر گدائی صبور
الست از ازل ہمچنان شان بگوش	بفریاد قالوا بلٰی در خروش
زسودائے جانان بجان مشتغل	بذکر حبیب از جہان مشتغل

۵۱ ترجمہ بیچ مقام راستی کے نزدیک بادشاہ صاحب قدرت پارہ ۲۷ سورہ قمر

۵۲ ترجمہ کتنے منہ تازہ ہین اوسدن اپنے رب کیطرف دیکھتے

منازل شناسان گم کردہ پے لب از تشنگی خشک بر طرف جوی		سلاطین عزلت گدایان حے دلارام در بر دلارام جوئے	

انکو دیکھکے وَالسَّابِقُوْنَ السَّابِقُوْنَ اُوْلٰئِكَ الْمُقَرَّبُوْنَ[۱] مین سے
بعض لوگون نے جو علی الترتیب کسیقدر پیچھے تھے دربار کے پیش خدمتون سے
پوچھا یہ خود فراموش کون لوگ ہین جنکی محویت اس قیامت کے ہنگامہ کو بھی خاطر مین
نہین لاتی لیکن ایسے وقت مین باوجود عصمت و قربت کے ان پیش خدمتون کا بھی
زہرہ آب ہوا جاتا تھا مجال تھی کہ بات نکل سکتی مظہریت اتم اور جبروت مطلق کے
رعب سے چھکے چھوٹے ہوئے تھے۔ اونھون نے سنا بھی نہین جواب دینا
تو درکنار۔

شعر

	عارفان گوش کہ در پردۂ ساز ازل اند دریں پردہ شناسند کہ نا محرم نیست	

مگر حضرت حق کو اپنے ان کشتگان شوق جمال کی علو مرتبت کا اظہار خود ہی منظور
تھا اور عالم السر والخفیات اوسکی ادنیٰ صفت ہے۔ ان لوگون کی تسکین
اور محرمیت کی خصوصیت کے اقتضا سے ارشاد ہوا "یہ **ہمارے خاص**
چاہنے والے ہین۔ **شعر**

	ہمینم دیت بس کہ در روز محشر شماری تو از زمرۂ کشتگا تم	

[۱] ترجمہ آگے نکل جانے والے آگے ہین سب سے یہ لوگ مقرب ہین۔ ۱۳ پارہ ۲۷ سورہ واقعہ

یہ سنکے سب چونک پڑے اور ساری حیرت جاتی رہی دل مین کہا یہ مسکراہٹ
اور یہ خودی سب حق بجانب ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ اترائین اور جتنے
پاؤن پھیلائین کون روکنے والا ہے. کشتگان ناز کے رتبے کوئی کیا جانے
معشوق ہی جب کسیکو اپنا عاشق کہے - پھر کیا پوچھنا اونکے شہید اُنکے کشتے اونکی
قربانی اونکے فدائی کمال سا کمال عروج سا عروج - مولانا روم فرماتے ہین -

عاشقان را ہر زمانے مردنیست
مردن عشاق خود یک نوع نیست

او دو صد جان دارد از نور ہدے
وان دو صد را میکند در دم فدا

آزموم مرگ من در زندگیست
چون رہم این زندگی پایندگیست

اقتلونی اقتلونی یا ثقات
انّ فی قتلی حیاتًا فی حیات

یا منیر الخد یا روح البقا
اجتذب قلبی وجدلی باللقا

لی حبیبٌ حبّہ یشوی الحشا
لو یشا میشی علی عینی مشا

عاشقان را شد مدرس حسن دوست
دفتر و درس و سبق شان روی اوست

خامشند و نعرۂ تکرار شان
می رود تا عرش و تخت یارشان

بادۂ عالم عشق را بیگانگیست
واندران ہفتاد و دو دیوانگیست

سخت پنہانست و پیدا حیرتش
جان سلطانان جان در حسرتش

مطرب عشق این زند وقت سماع
بندگی بند و خداوندی صداع

بندگی و سلطنت معلوم شد
زین دو پردہ عاشقی مکتوم شد

کاشکے ہستی زبانے داشتے
تاز مستان پردہ ہا بر داشتے

من چو با سودائیان نشس محرمم
روز و شب اندر قفس در میدمم

سخت وست و بے خود و آشفتہ		دوش اے جان بر چہ پہلو خفتہ
چون زرا زو ناز آن گوید زبان		یا جمیل الستر خواند آسمان

اس گروہ کی حالت قابل رشک ضرور تھی۔ مگر رشک کرنے والے نہ تھے

ہان اب ایک گروہ آتا ہے۔ اسمین بندگان رشک و حسد سبھی موجود ہین۔

غل ہے۔ شور ہے۔ داد ہے۔ فریاد ہے۔ آتنی ویران بیچارون کی داخلہ دربار

مین ہو گئی کہ دن چڑہ گیا۔ بلکہ دوپہر آگئی۔ آفتاب سر پر ہے۔ اور بیچ بیچ سوا نیزے

پر نیچے تپتی ریت جس سے پائون مین آبلے پڑے جاتے ہین۔ بہیجا پک رہا

ہے جسم پھکا جاتا ہے بدن سے چنگاریان اوڑ رہی ہین پسینے کے سوتے

جاری ہین خوش قسمتی سے جو ذرا اونچی جگہ ہین وہ تو پسینے مین زانو اور کمر اور گلے

تک علیٰ اختلاف الحالات کھڑے ہین اور جو بالکل نشیب مین ہین اونکی تو پوچھو

ہی نہین۔ غوطے کہا رہے ہین ادبھرتے ہین اور پھر ڈوب جاتے ہین۔ پسینا

کا ہیکو ہے۔ اچھا خاصہ دریا ہے جسکو جسمون کی حرارت اور آفتاب کی تمازت نے

کھولا دیا ہے۔ مار حمیم بھی ایسا ہی ہو تو ہو

یہ جم غفیر کچھ ایسا ہراسان و ترسان تھا کہ اپنے تن بدن کی خبر نہین۔ اشتہار

عام کیفیت اپنے اپنے جھوپڑون کھنڈرون سے کچھ اس گھبراہٹ کے ساتھ

نکلے تھے کہ کپڑے پہنا تک بہول گئے۔ ننگے مادر زاد اوٹھے چلے آئے

اور شوق دربار یا اثر بد حواسی دیکھئے کہ ابتک خبر نہین۔ ہم کس حالت مین ہین

انسانی طبایع کا خاصہ ہے کہ اپنے عیب پر نظر نہین پڑتی۔ مگر تعجب یہ ہے کہ دوسرون

کی عیب بینی اور نکتہ چینی مین کمال لیاقت رکھنے پر بھی ان لوگون کو پاس کا آدمی

نہین سوجھتا حفظ مراتب کے بڑے دعویدار اور ادب و آداب کے پابند اسطرح
دیکھے گئے کہ باپ کھڑا ہے اور بیٹا وہکا دیکے نکلا پڑتا ہے ماں بیٹی کو نہین
پہچانتی۔ بہن بھائی کی پروا نہین کرتی۔ بادشاہ پیچھے ہے تو غلام آگے۔ فرعون
کی گردن پر گھسیارے کا قدم ہے اور شداد کو باغبان ٹھوکر مارتا ہے۔ زار روس
کو سیبریا کا کسان کچلے ڈالتا ہے اور دارائے ایران کو ایک دلاک ڈھکیلے دیتا
ہے۔ بڑا ہی ہلڑ مچا ہے۔ ہر بونگ مچا ہے۔ ہر شخص کو اپنی پڑی ہے۔ اور خواہش
ہے کہ مین تخت کے پاس پہلے پہونچ جاؤن خالی ہاتھ ہے۔ مگر شاہنشاہ کی نذر
کو چلے ہین۔ سوت کی انٹی نہین یوسف کی خریداری کا سودا سمایا ہے۔ اس
طوفان بے تمیزی کو دیکھ کے زمین آسمان شجر حجر چرند پرند انگشت بدندان ہین
مگر یہ سب یا تو خاموش ہین اور بات بھی کرتے ہین تو یہی آواز آتی ہے
وَيَقُولُ الْإِنْسَانُ يَوْمَئِذٍ أَيْنَ الْمَفَرُّ سچ پوچھو تو ہنگامہ قیامت کی گرمی
بازار اور دربار محشر کی چھل پھل اسی بینوا گروہ کی فریاد و فغان سے تھی انھین
کی بدولت دور دور اسکا نام ہوا۔ انھین کے لئے نار و نعیم کے سامان کئے
گئے انھین کی مہمانی کے واسطے دو گھر اپنی شان و آرایش مین مکمل اور
مہیا ہین انھین کے دم سے یہ ہو کا مقام آج بڑی رونق پر ہے۔ میلہ لگا ہے
داد فریاد کی صدا ہے۔ الغوث والغیاث کے نعرے ہین الجوع والعطش کے
غلغلے۔ لب کوثر اگر انکے لئے کوڑا کھنک رہا ہے تو گوشہ سقر سے کبابون کی بو
آرہی ہے۔ شاخ طوبیٰ مین اگر جھولے پڑے ہین تو طبقہ سافل کا ایاب و ذہاب
ہڈیان چور کئے دیتا ہے میوون کی ڈالیان جھکی پڑتی ہین تو زقوم کے پھل

موت کا مزہ چکھا رہے ہین بادہ طہور کے جام چھلکتے ہین تو ماءِ حمیم چھٹی کا دودھ یاد دلاتا ہے حریر و دیباج کے خلعت ہائے فاخرہ اگر تیار ہوئے ہین تو کُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُوْدُهُمْ بَدَّلْنٰهُمْ کے وعیدی تازیانے پر انچھے اوڑائے دیتے ہین یہ سب اسی حال مین تھے کہ قہرمان قدرت کا حکم ہوا ان مین دو غول کر دئے جائین۔

شعر

کمر یار سے کھچکر ہوئی تلوار جبدا بیگناہون سے گرے ہو دین گنہگار جدا

اور کہہ دیا جائے تم اپنے ساتھ جو کچھ لائے ہو پیش کرو۔ یہ حیران ہو کے کہتے ہین اے مالک الملک ہمارے پاس تو کچھ نہین ہے خالی ہاتھ تیرے دربار مین آئے ہین ارشاد ہوتا ہے نہین تمہارے پاس تو بہت کچھ ہے تمنے اپنے نذرانون کی فہرستین ہمارے پاس پہلے ہی بھیجدی ہین۔ اب تمہارے نسیان کا عذر نہین چلیگا۔ ہم سے تجاہل کر کے کہان جاؤ گے لو ہم تمہاری فہرستین دیتے ہین ذرا پڑھو اور شرماؤ ساتھ ہی کارکنان بارگاہ عزت و جلال نے دو فریق کر دئے اور ہر شخص کی فہرست دیگئی۔ فَاَمَّا مَنْ اُوْتِیَ كِتٰبَهٗ بِیَمِیْنِهٖ فَیَقُوْلُ[1] هَآؤُمُ اقْرَءُوْا كِتٰبِیَهْ ۞ اور ساتھ ہی حکم ہوا۔

فَهُوَ فِیْ عِیْشَةٍ رَّاضِیَةٍ[2]

[1] ترجمہ۔ پس جو کوئی دیا گیا عملنامہ اپنا بیچ داہنے ہاتھ اپنے کے پس کہیگا تو پڑھو عملنامہ اپنا۔

[2] ترجمہ۔ پس وہ بیچ زندگانی خوش کے ہے۔

۵۱ وَ اَمَّا مَنۡ اُوۡتِیَ کِتٰبَهٗ بِشِمَالِهٖ ۙ فَیَقُوۡلُ یٰلَیۡتَنِیۡ لَمۡ اُوۡتَ کِتٰبِیَهۡ ۚ یہلا حکم پاتے ہی گروہ اوّل کی جان مین جان آئی اور سب کے سب ایک باغ مین بہیجدیے گئے۔ مگر دوسری جماعت مقہور نے حجتین شروع کین۔ ہر عذر کی تردید اور ہر سوال کا جواب اونہین کے ہاتھ پاؤن سے دیا گیا جو اونکے بالکل خلاف تھا ۵۲ حَتّٰۤی اِذَا مَا جَآءُوۡهَا شَهِدَ عَلَیۡهِمۡ سَمۡعُهُمۡ وَ اَبۡصَارُهُمۡ وَ جُلُوۡدُهُمۡ بِمَا کَانُوۡا یَعۡمَلُوۡنَ ۝ جب ساری کٹ حجتی خاک مین ملگئی جب ذرا بھی سہارا نرہا - جب اپنے کردار آپ ہی قبول دیے تو یون آئے۔ ۵۳ وَ یَقُوۡلُ الۡکَافِرُ یٰلَیۡتَنِیۡ کُنۡتُ تُرٰبًا ؕ اور معلوم نہین کیا بیہودہ باتین بکنے لگے۔ بعض بے شرم بول اوٹھے اچھا ہمکو پھر ہمارے گھرونکو بہیجدیا جائے ہم ابکی بار دربار کیلئے اچھی اچھی چیزین لائینگے اپنے مالک کو خوش کردینگے اسکا مسکت جواب بس ایک ہی تھا ۵۴ وَ لَوۡ رُدُّوۡا لَعَادُوۡا لِمَا نُهُوۡا عَنۡهُ وَ اِنَّهُمۡ لَکٰذِبُوۡنَ ۝ یہ نامراد و ناشاد گروہ جس مصیبت اور سبے عزتی کے ساتھ نکالا گیا ہے۔ کسی قلم کو قدرت نہین اور کسی زبان کو طاقت نہین کہ ذرا بھی بیان کرسکے۔ دربار سے نکلتے

---

۵۱ ترجمہ۔ اور جسکو دیا گیا اعمالنامہ اوسکے اولٹے ہاتھ مین بس کہیگا کاشکے نہ دیا جاتا اعمالنامہ میرا مجھکو ۱۲

۵۲ ترجمہ۔ یہان تک کہ جب پہونچے اوسکے پاس گواہی دینگے اونپر اونکے کان اور اونکی آنکھین اور اونکے چمڑے جو کچھ وہ کرتے تھے۔

۵۳ ترجمہ اور کہین گے کافر کاش ہم ہوتے مٹی ۔۱۲۔

۵۴ ترجمہ۔ اور اگر یہ پھرسے جائین عود کرینگے اوسی حال مین جس سے منع کئے گئے ہین اور بیشک وہ جھوٹے ہین ۱۲ پارہ (۷) سورہ انعام۔

ہی ایک مکان کا راستہ بتایا گیا وَسِیْقَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا اِلٰی جَہَنَّمَ زُمَرًا ط
جہان کا نام سنتے رونگٹے کھڑے ہوتے۔ ہوش اوڑتے ہین۔ جسکے ایک پہاڑ
اور ایک طبقہ کا نام سُننکے حضرت یحییٰ علیہ السّلام کپڑے پہاڑ کے جنگل کو نکل گئے
تھے اور فریاد کرتے تھے ہائے کوہ غضبان واسے طبقہ سکران۔ پھر کسکا کلیجہ
ہے جو وہان کا ذکر کرے اور کسکا زہرہ ہے جو اوسکا نام لے۔ یہ سب محل محل کے
اور بلک بلک کے وہان پہونچے اور آخری تازیانہ یہ پڑا۔ وَخٰلِدِیْنَ فِیْھَا
اَللّٰھُمَّ احْفَظْنَا۔ وَقِنَا رَبَّنَا عَذَابَ النَّارِ ؕ

یہ تماشا بھی دیکھ لو

ایک شخص کو سرکار کا حکم ہوا کہ اسے بڑے گھر لیجاؤ۔ ساتھ ہی سرہنگان قہرمانی
اوسکو لیکے چلے یہ چلا تو جاتا ہے۔ مگر پلٹ پلٹ کے سریر جبروت کی طرف دیکھتا ہے
اور ٹھٹھک جاتا ہے۔

شعر

منتظر می ایستد تن می زند	بر امیدے روئے واپس میکند

یہ دیکھکے حضرت حق کا ارشاد ہوتا ہے۔

شعر

انتظار چیستی اے کان شر	رو چہ واپس میکنی اے خیرہ سر

پلٹ پلٹ کے کیا دیکھتا ہے تو نے کون کام کیا ہے۔ جسکی توقع لگی ہے۔ نامۂ

لہ ترجمہ اور ہانکے جاوینگے وہ لوگ کہ کافر ہوئے طرف جہنم کے گروہ گروہ ۱۲۔ پارہ ۲۴۔ سورہ زمر۔

اعمال ابتدا سے انتہا تک سیاہ نہ طاعت سے رنا تقوی نہ نیت ٹھکانے نہ زبان درست مردم آزاری سرکشی شہوت رانی ظلم وجفا سب کچھ کرچکا ہے۔ کمبخت تیری تو ایک بھی نیکی نہین۔ یہ خطاب وعتاب سنکے عرض کرتا ہے خدایا جو کچھ ارشاد ہوا سب درست اور یہہ کیا اس سے کرورہا درجہ میری معصیت بڑھی ہوئی ہے یہ بھی تیرا حلم اور ستاری ہے کہ خفیف جرایم ظاہر فرمائے ورنہ میری کردار ناصواب تو زمین وآسمان مین نہ سماسکین پس مین اسلئے تو پھر پھر کے دیکھتا نہین کہ میری کوئی نیکی آڑے آئیگی بات اتنی ہے کہ مین نے سنا تھا اور اب بھی بالیقین جانتا ہون کہ بارالہا تیری ایک صفت بخشش محض بے وجہ بھی ہے ۔

شعر

بخششے محضے زلطف بے عوض	بود امیدا سے کریم بے غرض
رو سپس کردم بدان محض کرم	سوے فعل خویشتن می ننگرم

دیکھا اس جواب نے اور اس امید نے کیا کام کیا ہے۔ حکم ہوتا ہے ۔

شعر

کاے ملایک بازآریدش بما	کہ بدستش چشم او سوے رجا
لاابالی وار آزادش کنیم	وان خطاہا را ہمہ خط بر زنیم

اللہ اللہ کیا سرکار لاوبالی ہے۔ اور کیسی شان کریمی ہے۔ اس لاوبالیانہ طرز بخشش کے قربان اور اس کریمی کے صدقے ۔

ادہر تو یہ رنگ تھا اودہر ایک اور جماعت آشفتہ بدحواس رنجور دلگیر سینہ چاک پریشان حال دہوپ مین تپتی آفتاب کی آنکھوں مین کھٹکتی زار ونزار سخت مضطر نظر آئی ۔

شعر

نہ تن پر ہے کپڑا نہ منہ پر نقاب	سوا نیزے پر آگیا آفتاب
چلے آتے ہین دمبدم غش پہ غش	زبان پر ہے الجوع یا العطش
چلین دو قدم اب یہ طاقت نہین	کہین آئین جائین وہ قدرت نہین

اس سراسیمگی مین یہ سوجھی کہ لاؤ کہین سہارا ڈہونڈہین - کسی دامن کے نیچے چھپین بڑے بڑے اولوالعزم مقرب خاقان جبروت موجود ہین کوئی تو اللہ کا بندہ اوٹھہ کھڑا ہوگا اور اس تباہی سے بچالیگا - اس دُہن مین تباہی کے مارے جان سے ہارے تھکے ماندے ادہراودہر پھرتے تھے مگر جس سے سوال کیا اوسنے ٹکڑا سا توڑکے جواب دیا جس سے التجا کی اوسنے اپنی ہی مصیبت کا طومار کھولا - جسکے آگے ہاتھہ پھیلایا شاہ جی اگلا گھر دیکھو کہکے ٹالدیا غرض کہین دادنہ لگتی تھی کسی طرح بچنے کا سہارا نہ تھا کوئی پرسان حال نہ تھا یکایک یہ لُٹا ہوا کاروان ڈوبتا ہوا جہاز خانمان خراب گروہ مقام محمود کے قریب پہونچا اور ایک جمیل جان پرور عَسٰی اَنۡ یَّبۡعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا ٥[1] کا مخاطب وَمَا اَرۡسَلۡنٰکَ اِلَّا رَحۡمَۃً لِّلۡعٰلَمِیۡنَ[2] کی تشریف سر مخلع وَلَسَوۡفَ یُعۡطِیۡکَ رَبُّکَ فَتَرۡضٰی ٥ کا تاجدار -

شعر

وہ سرکار ہاشم کا سالار جیش	چراغ رہ دودمان قریش

[1] ترجمہ - قریب ہے یہ کہ کھڑا کریگا تجھکو پروردگار تیرا مقام محمود شفاعت مین

[2] ترجمہ - اور نہین بہیجا ہمنے تجکو مگر رحمت واسطے تمام جہان کے ۱۲ -

وہ دیباچۂ گلستان وجود | کہ جس پر ہے بلبل کا طغرا درود
وہ عالم کہ دانائے سر قدم | وہ امی کہ ہمراز لوح و قلم
وہ کامل کہ جس پر فدا شان بدر | نثار اوس پہ روح شہیدان بدر
وہ عارف کہ تھی جسکی خلوت سرا | مقام اسرائے ربک المنتہیٰ
شہنشہ کہ تاج سر سروری | پیمبر کہ اعجاز پیغمبری
کریم و کرم گستر و کارساز | خدا در حقیقت بقول مجاز

بڑی ہی شان دلربائی اور اداے محبوبیت کے ساتھ اوٹھ کھڑا ہوا بات یہ ہے کہ جب سے یہ واجب الرحم قافلہ ادہر اودہر مارا مارا پھر رہا تھا تمام مرسلین و اولوالعزم کی آنکھین اسی ایک رخ زیبا کی طرف پڑ رہی تھین۔ بلکہ سچ تو یہ ہے کہ حضرت الوہیت کی مرضی مطلق اور مشیت خالص یہی تھی کہ اوٹھئے اور ان بیچارون کی دستگیری فرمائے۔ یا حبیب آپہی کے سر یہ سہرا رہتا نظر آتا ہے۔ جیسے ہی ان بے نواؤن کی آنکھ اوس جمال جہان آرا پر پڑی نگاہ چوندہیا گئی اور آنکھین کھلی کی کھلی رہ گئین ساری کلفت تو دیکھتے ہی جاتی رہی کہان کا درد کیسا دکھ اللہ رے شان محبوبیت کہ ایکہی نظر رحمت نے کیا کام کیا ہے اب وہ عرض کرتے ہین۔

شعر

کہ اے خستہ جانون کے حاجت روا | ہر انسان کے درد دل کی دوا
ترے گرد پھرنے کو ہین نہ سپہر | ہین تیرے قدم کے نشان ماہ و مہر
بلا کی نبرد اور غضب کی فتوح | نہان تیرے مخبر مین طوفان نوح
ہوا جبکہ تڑکا ترے نور کا | چراغ کف دست موسیٰ بجھا

مقیمان مہمانسرا سے خلیل
ترے خوان نعمت پہ ابن اسمٰعیل

بیان کیا کرین حالت آب و گل
کہ پس پس گیا جوہر جان و دل

تپش سے ہر اک شخص بسمل ہے آج
نفس گرد آئینہ دل ہے آج

بلا مین پھنسے ہین غریب و امیر
ہین سب ایک تکئے کے گویا فقیر

تمام اہل دل اک مصیبت مین ہین
تری جان سے دور آفت مین ہین

ذرا جان تک پیرہن مین نہین
کوئی دم کا دہاگہ کفن مین نہین

یہ سب تیرے پاس آئے ہین اسلئے
کہ بندون کو رکھہ لے خدا کے لئے

یہ سنتکے حضور اقدس جناب ختمی مآب علیہ الصلوٰة والسلام و علیٰ آلہ واصحابہ الف الف تحیات نے ارشاد فرمایا ۔

شعر

بفرسود آن سید انبیا
کہ کار منست این و ایتی کیا

اسی دن مرا جشن موعود ہے
مقام محمد ہی محمود ہے

علم وہین محشر مین نام خدا
چلیگا تو سکہ اسی نام کا

اسکے بعد حضور چلے دیکھنے والو ذرا دل و جگر سنبھالے ہوئے صبر طاقت آزما کو قابو مین لئے ہوئے تمنائین تھمی رہین آرزوئین رکی رہین ۔ چشم منتظر جھپکنے نہ پائے سینہ کا جوش دبا رہے ۔ شوق نظارہ پانون نہ پھیلائے ۔ اشارونکو تاکید کہ سنبھلے رہنا چشمکین ہون تو دیکھہ بھال کے حرف مطلب قرینہ سے زبان پر آئے ۔ وصل کی گھبراہٹ دور ہی رہے ۔ جانتے ہو کون کس کے پاس جاتا ہے محبوب حبیب کے پاس

شاہد مشہود کے پاس ساجد مسجود کے پاس یعنی محمد محمود کے پاس آج خلوتکدہ قاب وقوسین کے وعدہ پورے ہونگے آج بزم مازاغ البصر کی جلوہ فروشی کی تکمیل ہے ابھی سُبحَانَ الَّذِیْ اَسرٰی کے مہمان کو تحفے دیے جائینگے ابھی قِف یا محمد اِنَّ ربكَ یصلی کے گلے شکوے فیصل ہونگے ابھی لیلیۃ الاسرا کی معما کا نتیجہ نکلیگا - آج لَولَاكَ لَمَا خَلَقتُ الافلاك کا نکتہ بتایا جائیگا ابھی کُنتُ کَنزاً مَخفِیاً کے گنج شایگان لٹینگے ابھی وَرَضِیَ لَهُ قَولاً کے معنی سمجھ مین آئینگے ابھی حسنینؑ سبطین کا خون بہا دیا جائیگا - آج جناب سیدہ معصومہ کا مہر ادا ہوگا - ابھی قاسم و ابراہیم کے داغ جگر سے مٹینگے - ابھی دندان مبارک کی قیمت چکیگی آج بدر و احد کی فتوح کا سہرا سر سے بندھیگا - آج خندق کے پتھروں کی داد دیجائیگی آج جہاد اکبر کے غنائم تقسیم ہونگے - آج قیصر و کسریٰ کے ملک نیلام پر چڑھینگے - ابھی ابو جہل کی ایذائین مزہ دینگی - ابھی خارستان طائف گل کھلائیگا - آج ہجرت حرم سے منزل مقصود کا پتہ لگیگا - آج غار حرا مین لَا تَحزَن اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا کی تفسیر بتائی جائیگی آج طٰہٰ اور یٰسٓ اور حٰمٓ کی نظم دقیق کی تقطیع کیجائیگی - ابھی آیات متشابہ کی شبیہ کھینچ کے دکھائی جائے گی - آج مُزَّمِّلُ مُدَّثِّرُ کے دلارے پیارے خطاب برسر عام پکارے جائینگے آج رؤف الرحیم کی لاجواب صفات اپنا اثر دکھائینگے غرضکہ سارے راز و نیاز وعدہ و وعید کا آج مرحلہ طے ہوتا ہے محبوبیت اتم خلت اکمل اصطفا خالص - اجتبا اعلیٰ - شفاعت عام - وکالت مطلق - خاتمیت موکد کا خلعت ہفت پارچہ سرکار رب المشرقین و المغربین سے ابھی عطا کیا جاتا ہے چنانچہ تخت کبریائی کے قریب وہ شفیع المذنبین وہ رحمۃ اللعالمین وہ آسمان لطف عمیم

شعر

قسیمؑ جسیمؑ نسیمؑ وسیم		شفیعؑ مطاعؑ نبیؐ کریم

پہونچا اور کھڑا سجدہ مین گرا۔

شعر

گذر پہونچا عرش اعظم ہم نیا
کہ سیپارۂ دل کا ہر اک رکوع

سر بندگی اسقدر خم کیا
گرا سجدے مین باکمال خشوع

دعا ایسی کی بعد حمد و ثنا
مناجات وہ کی کہ روحی فدا

کہ الحمد آ مین سے کہنے لگا
وہ توصیف بیحد کہ صل علی

ہوا بحر مواج قدرت کا جوش
یہ فرمان ہوا سر اوٹھا تو سہی

سخنگو باندازِ موج خموش
جو ہے تجھکو منظور ہو گا وہی

تامل نکر عرض مطلب مین تو
تو اس دن کا پہلے سے مامور ہے

کہ ہے مصطفٰے مجتبی سب مین تو
رضا تیری خالق کو منظور ہے

سند پیش کر سوف یعطیک کی
اوٹھایا سر پاک المختصر

فترضی کی سہے مُہر جسپر لگی
گرایا دُعا کے قدم پر اثر

ہوا تازہ باغ روان نبی
یہ حاصل کہ ہون جنتی سب کی سب

زبان پہ روان امتی امتی
بغیر عمل سب عوض بے سبب

نہ ساقی نہ میکش نہ قاتل کو دیکھ
ہوا حکم ناطق کہ امی دردمند

تو اپنے کرم کو میرے دلکو دیکھ
ہے رحمت کو تیری شفاعت پسند

سیہ سمجھے یہ بیڑا اسطرح پار لگا اور ایک جم غفیر بے یار و مددگار اس کاروان سالار کے

جلو مین خدا جانے کہان سے کہان پہونچا۔
آپنے دیکہا دیکھی پایائے وہی دوسرے مقربان بارگاہ عزت و جلال
جو دور اوّل مین مقامات عالیہ پر پہونچے تھے۔ سب اوٹھ کھڑے ہوے اور
علی قدر مراتب اپنی شفارش سے مجرمین یا خود دین کو چھڑا لیگئے۔

مقدس مقامات اوج حضور — بلند اختر ان کرامت ظہور
ابو بکر لا ثانی روز گار — کہ تہا ثانی اثنین یاران غار
عمر نام و ناموس نام آوری — معما سے اسرار پیغمبری
سخا جلوہ عثمان عالی مقام — انیس پیمبر علیہ السلام
علی شیر یزدان و عالی وقار — ید اللہ سیف خدا ذو الفقار
ملک رتبہ خاتون جنت بتول — مہ اوج تنزیہ بنت رسول
حسن خاتم خاتم المرسلین — سیادت کا الماس زیر نگین
شہادت کا لخت جگر نور عین — نیام شجاعت کا خنجر حسین
تمام آل و اصحاب خیر الانام — اس امت کا ہر پیشوا و امام
سب اپنے نبی کے قدم پر چلے — جو باقی تھے وہ طے کیے مرحلے
ہزاروں نے ایک بتی سی باغ — جلے ایک بتی سے لاکھوں چراغ

اس سے فراغت ہوئی تھی کہ ایکطرف دیکھا تو نجد کا دیوانہ اور بیستون کا مزدور
دو نوبت سے آشفتہ مزاج چاک گریبان تونکو لئے ہوئے انا لیلی۔ وانا شیرین کے نعرے
لگاتے چرخ کھارہے ہین۔ انکو دیکھ کے اہل محشر اپنی مصیبت بھول کے سب ہنس
پڑے مگر وہ سوائی ایکہی دہن مین سب سرمست زنجیرین کھڑکھڑا کے سارے

میدان قیامت کو سر پر اوٹھائے ہوئے ہین اسکے جنون انگیز ہائے ہوے سے گرمی بازار اور رونق دربار کچھہ اور ہی ہوگئی - دیر تک تو کوئی انکے پاس بھی نہ پھٹکا اپنا دامن و گریبان کسے دوبھر تھا کہ ان سڑی سودائیون سے آ بھڑتا - آخر گروہ عشاق سے چند معرکہ آرا حضرات اوٹھے اور سر قافلہ ہمارے دوست قیس کے پاس آئے - باتین تو کچھہ ہوئین نہین البتہ معلوم ہوتا تھا کہ دونون طرف کے قلب اوچھل رہے ہین اور پہلوئین کوئی چیز تڑپ رہی ہے ساعت کی ساعت غور سے آنکھہ ملانے کے بعد بنی عامر کا نام روشن کرنیوالا نجد کا بن باسی سلطنت ملک شام اور خلافت حقہ کو حق لیلی بتانیوالا وحشیون کا انیس چڑیون کا نشیمن سب سے پہلے ذرا ٹھہرا اور دم بھر مین ساری شوریدگی کافور ہوگئی اوسکے سکون کے ساتھہ ہی سب سیدھے ہوگئے اور تہذیب کے ساتھہ سر جھکا لیا - اوٹھنے والون نے اس بیچین مجمع خلافت قانون کو ساتھہ لیا اور اوس جمیل مطلق کے سامنے پیش کیا - جسکے جمال کے ذراسے پرتو نے بازار مصر مین ہنگامہ مچا دیا تھا - بڑے بڑے مدعیان حُسن وَقَطَّعنَ اَیدِیَهُنَّ کے مصداق ٹھہرے جسکے تجلی کی ایک ہلکی سی کرن نے سات پردون مین حضرت موسی جیسے صاحب نظر اور اولوالعزم کی آنکھین جھپکا دین بلکہ بے ہوش کر دیا - جسکے شرار حسن کی ادنی چنگاری نے طور کو جلا کے خاک سیاہ کر دیا - جسکے نور مجرد کے انعکاس اتحادی سے کیسکی دانتون کی چمک مین حمیرا صدیقہ شب تار مین سوئی ڈھونڈ لیا کرتی تھین -

شعر

نہ تجھے دماغ نگاہ ہی نہ کسیکو تاب جمال ہے	اونھین کسطرح سی دکھاؤنین وہ جو کہتی ہین کہ خدا نہین

اس آزاد فرقہ کے پاس نہ تحفے تھے نہ ہدیے تہیدست محو یار۔ عمال کے کھٹراگ اور حدود کی تاثیر سے محض کورے لیکن سرکار عزت وجلال سے معمول کے موافق تحقیقات شروع ہوئی اور امر تنقیح طلب یہ قرار پایا۔

آیا مجاز کو حقیقت سے کوئی مناسبت اور لگاؤ ہے

بار ثبوت ذمہ سرستان

وکلا ر باخبر کی لیاقت کا اندازہ کرنے کا یہی وقت تھا۔ ہزاروں دلایل اور بے شمار نظائر میں جو چبھتی ہوئی بات کہی ہے وہ بس ایکہی تھی اور اسی پر مقدمہ جیت لیا یعنی

المجاز قنطرۃ الحقیقۃ۔

چلو چھٹی ملی سب کے سب دار الوصال میں پہونچا دیے گئے جہاں اپنے اپنے قائلوں کو ہر ایک نے پہچان لیا۔ اور مرنجان مرنج بسر کرنے لگے ۔

ہماری گت

پکار ہوئی بڑے گنہگار کو لاؤ۔ میں چونکنا ہوا یہ کون صاحب ہیں جو اتنے مجمع میں بھی خصوصیت سے یاد کئے گئے مگر ساتھ ہی ماتھا ٹھنکا کہ کہیں ما بدولت واقبال ہی تو نہیں یاد کئے گئے ہیں۔ چور کا دل کتنا۔ بَلِ الْاِنْسَانُ عَلٰی نَفْسِہٖ بَصِیْرَۃٌ[1] میرا خیال سچ ہوا اور ڈہونڈہتے ڈہونڈہتے مجھے آکے پکڑ لیا۔ میں نے ذرا تامل بلکہ حجت بھی کی وَلَوْ اَلْقٰی مَعَاذِیْرَہٗ[2] مگر وہ چھوڑ بودے تھے اور نہ ایسے ویسے کا حکم

[1] ترجمہ بلکہ ہے آدمی واسطے اپنے الزام کے دلیل سورہ قیامہ پارہ ۲۹ ۔

[2] ترجمہ اور اگرچہ لا ڈالے عذرات سورہ و پارہ ایضاً

تھا۔ آگے دھر لیا اور لے چلے۔ لیکن ایک ہجوم ہے کہ اتنی شان سے کوئی نہ لایا گیا ہوگا معاصی و مظالم کا لشکر ساتھ تھا۔ لاکھوں دعویداروں نے گھیر لیا تھا خونیوں پر بھی لوگ ترس کھاتے ہیں مگر میرے اوپر رحم کرنے والا کوئی نہ تھا فریادیوں کا شور اور دادرسی کی خواہش میں کسے سمجھاؤں تاہم کسیکو آنکھہ سے اشارہ کسی کی خوشامد کرتا تھا للہ معاف کر دیجئے۔ کسیکے قدموں پر گرتا تھا کہ ظالم ذرا زبان روک لے۔ لیکن وہ ایک نہ مانتے تھے۔ ایکطرف آنکھہ اوٹھا کے دیکھتا ہوں کہ ایک پری نقاب پوش خونچکان لباس پہنے ہوئے اونھیں مدعیوں میں شریک ہے اور بار بار گوشہ نقاب ہٹا کے مجھے کنکھیوں سے دیکھہ کے مسکرا دیتی ہے برسوں کی دیکھی بھالی تھی میں فوراً پہچان گیا۔ ارے یہ تو آزادی خانم ہے۔ کیا یہ بھی خون کا دعویٰ کرنے آئی ہے مگر یہ سوال ہی میرا مہمل تھا۔ اوسکو جس بیدردی سے میں نے حلال کیا تھا کون نہیں جانتا۔ اوسکے مسکرانے سے ذرا سہارا ہوا کہ شاید رحم آجائے۔ ورنہ میں نے تو وہ سلوک اوسکے ساتھ کیا ہے کہ جو کچھ سزا نہ دلوائے تھوڑی ہے۔ اس سوچ ہی میں تھا کہ وہ بھیڑ کو چیرتی ہوئی میرے پاس پہونچ گئی اور کہنے لگی میری بندگی قبول ہو۔ کہیئے مزاج کیسے ہیں میں نے سر جھکا لیا اور آنسو نکل آئے۔ اوسنے ذرا قریب ہو کے میرے کان میں کہا۔

شعر

بروز حشر گر پرسند خسرو را چرا کشتی
چہ خواہی گفت قربانت شوم تا من ہمان گویم

اس ناوک دلدوز کا جواب مجھے کوئی بتا دے تو غلام ہوتا ہوں۔ اس ہجوم اور اسی

دہوم کے ساتھ مین دربار مین پہونچا۔ اللہ کی پناہ اس بہیڑ مین تو میر افشار ہی بہجکیا تہا

شعر

دران غوغا کہ کس کس را نپرسد
من از پیر مغان منت پذیرم

دفعتہً جماعت صدیقین سے ایک باہیبت بزرگوار اوٹھے۔ اور میرا ہاتھ تہام لیا گھبرا کے دیکھا تو پہچان گیا کہ مین دنیا مین تین گھونٹ شربت کے بدلے آپکے ہاتھ پر بیع ہوچکا ہون۔ بولنے کی طاقت نہ بات کی قدرت مگر اتنا سہارا پاتے ہی قدم نہیر مچل گیا۔ حضرت مجہے اوٹھا کے حضور رحمۃ اللعالمین مین لیگئے۔ اور آپنے دیوان احتساب مین حضرت الوہیت کے سامنے پیش کیا۔ بہت کاغذون سے ایک بڑا طومار نکال کے میرے ہاتہ مین دیا گیا مگر شکر ہے سیدہے ہاتھ مین دیکھتا ہون تو روشت کالا اور اتنا کالا کہ میری بیاض چشم بھی اوسپر پڑکے تیرہ و تار ہوگئی آنکھین مل مل کے دیکہتا ہون۔ غور کرتا ہون۔ مگر ظلمات مین کبھی سوجھا ہے۔ معلوم ہوا یہ اونھین دو خفیہ نویسون کی عنایت ہے جو ازل آباد سے میرے ساتھ کردئے گئے تھے اور میرے کردار لکھ لینے کا اونکو حکم تھا وہی لکھا آج سامنے آیا۔ مین مبہوت ہوش باختہ ساکھڑا ایک ایک کا منہ تک رہا تھا اور ایمان کی یہ ہے کہ مین کچھ حجت بھی نہ کرسکتا تہا۔ مگر واہ رہی شان رحمۃ اللعالمینی آپنے سرسری طور پر اوسکو ملاحظہ فرمایا۔ اور بیچ مین اونگلی رکھہ کے سرکار مین دکھایا کہ یہ ملاحظہ ہو۔ مجھے تو قیامت تک وہ نکتہ نہ سوجھتا۔ یعنی اوس عالم علم لدنی نے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جہان اونگلی رکہی تہی وہان خط غبار مین ایک لفظ **ایمان** لکھا ہوا دکھائی دیا۔ اسکے سوا مجہہ سے کچھ اور نہین پوچھا گیا اور ایک اشارہ کے ساتھ میری

ہادی برحق نے چند کارپردازان خوش رو کے حوالہ کیا وہ ہاتھوں ہاتھ مجھے اوسی
باغ کے دروازے پر لائے جسکے دیکھنے کے لئے مین نے اتنی خاک چھانی تھی۔
دروازہ پر ہمارے دوست داروغہ صاحب بڑے اخلاق سے ملے اور یہ کہتے
ہوئے وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا سَلَامٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوهَا خَالِدِينَ [۱] باغ کے
اندر ہی دروازہ پر آئے ہی تھے کہ ایک شوخ طناز مسکراتی ہوئی اوس گروہ سے بڑھی
جنکی شان مین ارشاد ہوا ہے۔

لَمْ يَطْمِثْهُنَّ إِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَانٌّ [۲]

لپک کے میرا ہاتھ تھاما اور ہنستا کر باغ کی روشون مین سے اپنے کوشک یا رفیع مکان
کے لئے ایک پرپوش لڑکے نے جام بلورین شراباً طہوراً سے چھلکتا ہوا پیش کیا مجھے
یہان پہونچ کے اپنے جیلخانے کے ساتھیون کا خیال آیا۔ خدا کا شکر ہے تھوڑی دیر
کے بعد سب سے مین ملا۔ بعض میرے یہان خود ہی آئے اکثرون سے مین جا کے مل آیا
اب وہم بہت دم آیا پڑا معلوم ہوا جان بچی ہزارون پائے باغ مین آ گئے مین نے سنا کہ
سب حقدار بے تحصیل ہو گئے اور دربار برخاست ہو گیا۔ اب مجھکو اونہی جیسے بیحساب
بلا [illegible] جو شخص کہ سیکڑے ہمدرد تھے مین یہان بھیجے گئے تھے ایک نیا سودا ہوا یعنی حضرت
موسیٰ علیہ السلام کی یکتائی ہوئی بات کہتا آرنی کہتا آرنی کی صدائین بلند ہوئین
اور دفعتہً ہر گروہ مین جو بہت خاص تمام سے منتظر ہو رہے تھے ایک بارگی جوش سا پیدا ہو گیا

---

[۱] ترجمہ اور کہین گے اونکے واسطے جو کہ یار ان کے سامنے ہو [illegible] تمہارا سے اوپر خوش حال ہوئے تم لیس داخل ہو اوس مین ہمیشہ رہنے واسطے - پارہ ۲۴ سورہ زمر

[۲] ترجمہ - نہین ہاتھ لگایا اونکو کسی انسان نے پہلے اونکے اور نہ جنات نے - پارہ [illegible] سورہ رحمٰن -

کہ اوسنے اب ہماری کچھ التجا نہین۔ آرزو ہے تو یہی کہ ذرا جمال جہان آرا دکھا دیا جائے اور بے نقاب جلوہ گری کا تماشا ہو جائے یہ درخواست بھی جناب خاتم المرسلین کے ذریعے سے پیش کیگئی اور مزے کی بات یہ ہے کہ منظور بھی ہو گئی۔ علی قدر مراتب سبکو حسن لایزال کا نظارہ نصیب ہوا۔ شیعی اور معتزلی قیامت مین دیدار خدا کے منکر ہین اور آیۃ سند مین لاتے ہین لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْأَبْصَارَ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ مگر اہل سنت نے ثابت کیا ہے کہ قیامت مین مومنین کو خدا کا دیدار ہوگا جسکی بحث طویل ہے۔

سب سے اچھے رہے تو عشاق کہ علی الاتصال صبح سے شام تک دیکھتے ہین اور سیر نہین ہوتے پلک جھپکانا بھی بار ہے۔

شعر

درِ بزمِ وصال تو بہ ہنگام تماشا
نظارہ ز جنبیدنِ مژگان گلہ دارد

ترجمہ نہین پا سکتی اوسکو نگاہین اور وہ دیکھتا ہے نگاہونکو اور وہ لطیف ہے خبردار۔ سورہ انعام پارہ ۲۷۔

تمام شد بکار خیر

فالحمد للہ

شعر

بک رہا ہون جنون مین کیا کیا کچھ
کچھ نہ سمجھے خدا کرے کوئی

غلط نامہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳	۶	مصارفت	مصارف
۶	۱۰	پردا	پردہ
۷	۱۳	بخشش	بخت
۱۰	۳	کتنی صحیح	کتنی بیوی کا صحیح
۱۰	۱۱	طیبت	طینت
۱۰	۱۱	جھولاہ	جھولا کے
۱۳	۷	اجرتی	اجرئی
۱۴	۱۴	کیا ہے	کیا ہی
۱۵	۱۰	کرگئے تھے	کرگئی تھی
۱۵	۱۷	زیادہ تر	زیادہ
۱۶	۹	نگر جاے	نگر جائے
۱۶	۱۳	اور نہ آپ نے	اور آپ نے
۱۷	۸	احسانت	احسان
۳۵	۱	اٹ رہے	اٹ رہی
۳۷	۹	ایکی کولھو	ایک ہی کولھو
۳۹	۶	تھا کہ	تھا
۳۹	۱۰	روح پر	روح پرور
۳۹	۱۱	درطلسات	طلسمات
۴۱	۹	حسن شعور	سرت شعور
۴۱	۱۶	دورا	دورہ
۴۲	۱۲	پڑا پھرا اثر	پڑا پھیرا اثر
۴۲	۱۷	سیتہ	سینہ
۴۳	۱۸	اوسی	روسے
،،	۹	بھجی	بھیجی
۴۵	۱۸	کہ اونہوں نے	اونہوں نے
۴۶	۱۴	بہاسے	بہاتا
،،	۱۹	کھچکے	کھنچکے
۴۷	۱۴	ہر پردے	ہر پردہ
۴۷	۱۵	پردہ کی	پردے کی
،،	۱۹	چھپڑون	چھپرون
۵۱	۱۲	سعدی	سعدی
۵۴	۱۷	تہی	تھے